سلسلۂ اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن نمبر (۷۵)

الصوم لی وانا اجزی بہ

الحمد للہ

در بیان برکات الصیام رسالہ فیض اقتران بمقاصدہ ذات دلوامان مسمی بہ

غایۃ البیان
فی مسائل
صیام الرمضان

مؤلفہ

جناب مولوی حاجی محمود حسین خان صاحب بلوری المتخلص بہ علام

منظوری

عالیجناب فضیلت مآب شریعت پناہ طریقت دستگاہ مظہر فیوض ربانی مولینا حبیب الرحمن خان شروانی دام اللہ فیوضہم العالی

باہتمام ابوالدرجات مولوی حافظ محمد ولی الدین صاحب فاروقی امدادی مہتمم مجلس

(اشاعۃ العلوم)

در مطبع [illegible] واقع حیدرآباد دکن [illegible]

دو ہزار

سنہ ۱۳۳۹ھ

[illegible]

فهرست مضامين غاية البيان في مسائل صيام الرمضان

تمت بالخير

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الصیام مخصوصًا لذاتہ والصلوٰۃ علیٰ سیدنا ونبینا محمد افضل مخلوقاتہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین ھم مرآۃ صفاتہ اجمعین الیٰ یوم الدین

امّا بعد واضح ہو اس نواح کے عوام فارسی و عربی سے عاری ہیں رمضان کے احکام اور مسائل صیام کا معلوم کرنا اُن پر بہت دشوار ہے اس لئے ہیچمدان گمنام **حاجی محمود حسین علام** نے نظر بہ نفع عام اس کے متعلق بہت سے مسائل ضروری کتب معتبرہ سے چن کر صاف صاف اردو زبان میں تحریر کئے اور حوالہ ہر کتاب کا جابجا درج کر دیا اور نام اس مختصر کا **غایۃ البیان فی ضرورات الصیام والرمضان** رکھا اور اس کو ایک مقدمہ اور دو باب اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا امید ناظران مسئلہ دان سے یہ ہے کہ اگر کہیں اس میں خطا و غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما دیں۔ وباللہ التوفیق۔

مقدمہ

اس میں پانچ تنبیہیں ہیں۔

تنبیہ اوّل روزے کی فضیلت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ روزہ ایک رکن ہے ارکان اسلام میں سے منکر اس کی فرضیت کا
کافر ہے بالاتفاق۔ فضائل تو اس کے بہت ہیں اُن میں سے بعض بیان کیئے جاتے
ہیں۔ از انجملہ وہ حدیث ہے جو بیہقی نے شعب الایمان میں سلمان فارسیؓ سے روایت
کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سلمانؓ نے کہا کہ خطبہ سُنایا ہمکو رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے آخر میں اور فرمایا لوگو تم پر اس مبارک اور بزرگ مہینے نے
سایہ کیا ہے جس میں ایک رات جہاد و عبادت کے ہزار مہینوں سے بہتر ہے فرض کیا
اللہ تعالیٰ نے اس دن کے روزے کو اور نفل کیا شب کی نماز کو جو کوئی اس مہینے میں ایک
چھوٹے سے نیک کام کے ذریعہ سے تقرب خدا کا چاہے تو ثواب ملے اسکو اللہ تعالیٰ سے ایک ایسے فرض کا
جو ادا کرے تو دوسرے مہینے میں اور جو کوئی اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے تو ثواب دے اس کو اللہ تعالیٰ
ایسے ستر فرضوں کا جو ادا کیئے جائیں دوسرے کسی مہینے میں۔ یہ مہینا خواہشات نفسانی
سے صبر کرنے کا ہے اور جزا اس صبر کی بہشت ہے۔ اور یہ مہینا محتاجوں کی غمخواری کا
ہے۔ اس میں مومنوں کی روزی زیادہ ہوتی ہے۔ پس جو کوئی افطار کروائیگا روزہ دار کو
تو بخشش ہوگی اس کے گناہوں کی اور آزادی ملیگی دوزخ سے اور ثواب ملیگا اس کو
جتنا کہ روزہ دار کو ملتا ہے بغیر گھٹنے ثواب روزہ دار کے۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہم نے
عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سب کو اتنا مقدور نہیں کہ ہر ایک
افطار کرا دے روزہ دار کو۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتنا ہی ثواب
ملیگا اُسکو جو افطار کروائے خرمے کے ایک دانہ سے یا ایک چلو پانی سے یا ایک گھونٹ
دودھ سے۔ اور جو کوئی پیٹ بھر کے کھلا دے روزہ دار کو تو پلائے اُس کو اللہ تعالیٰ

میرے حوض کوثر سے ایسا پانی کہ پھر پیاسا نہ ہوگا جنت میں داخل ہونے تک اور یہ
ایسا مہینا ہے کہ اول اس کا رحمت ہے اور اوسط اوس کا گناہوں کی معافی اور آخر
دوزخ سے آزادی ہے۔ جو کوئی اس مہینے میں اپنے لونڈی غلام کے کام و کلفت میں
تخفیف دے تو اللہ تعالے اس کے گناہ بخشے اور آزاد کرے اُس کو دوزخ سے انتہیٰ
اور اُسی کتاب میں بیہقی سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
روزہ اور قرآن دونوں روز قیامت میں مومن کی سفارش کریں گے روزہ کہیگا
کہ اے میرے رب میں نے اس کو کھانے پینے سے اور خواہشات نفسانی سے
دن کو باز رکھا تھا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہیگا میں نے
باز رکھا اس کو شب کے سونے سے۔ پس قبول فرما سفارش میری اس کے حق میں پس
اللہ تعالے اُن کی سفارش قبول فرمائیگا۔ اور پھر اُسی کتاب میں یہ حدیث بھی آئی ہے
کہ جو کوئی روزہ رکھے اور نماز پڑھے رمضان میں ایمان سے اور ثواب ملنے کی نیت سے
تو بخشے جاتے ہیں اس کے پچھلے گناہ۔ از انجملہ کتاب زواجر میں یہ حدیث آئی ہے کہ بندہ
سے قیامت میں چار قسم کے خرچ کی پرسش نہ ہوگی۔ پہلا خرچ ماں باپ کا۔ دوسرا
سحر کے کھانے کا۔ تیسرا روزے کے افطار کا۔ چوتھا جورو بچوں کے نفقہ کا۔ از انجملہ
یہ حدیث امام احمد رح نے روایت کی ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری
اُمت کی بخشش ہوتی ہے رمضان کی آخری شب میں تو پوچھا کسی نے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ شب شب قدر ہے تو آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن مزدوری
کرنے والے کو کام پورا کرنے کے بعد اس کی مزدوری ملتی ہے۔ از انجملہ وہ حدیث ہے
جو روایت کی بیہقی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب قیامت کا روز ہوگا

اللہ تعالے ایک بندے کا حساب لیگا اور اس پر جو حق لوگوں کے ہونگے اس کے
نیک عملوں سے ادا کریگا یہاں تک کہ روزے کے سوائے کوئی عمل باقی نہ رہے گا
تب باقی کے حقوق کی ادائی اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے اپنے ذمہ لیگا اور فقط روزے
کے بدلے میں اس کو بہشت دیگا۔ اور صحاح ستہ میں یہ حدیث آئی ہے۔
وللصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ و فرحۃ عند لقاء ربہ یعنے
روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری
خوشی اپنے رب کو دیکھنے کے وقت اور روزہ دار کے منھ کی بو اللہ جل شانہ کے نزدیک
مشک کی بو سے خوشتر ہے۔ از انجملہ تحفۃ المتہجدین میں لکھا ہے کہ بچھائے جائینگے دسترخوان
قیامت کے روز روزہ داروں کے لئے پس روزہ دار تو کھانے میں مشغول ہونگے
اور باقی لوگ حساب و کتاب میں حیران و پریشان رہیں گے۔ اور پھر ایک حدیث میں
آیا ہے کہ نوم الصائم عبادۃ وصمتہ تسبیح وعملہ مضاعف ودعاؤہ
مستجاب وذنبہ مغفور۔ یعنے روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور خاموشی اسکی
تسبیح ہے اور اس کے عملوں کی دو چند جزا ملتی ہے اور دعا اس کی مقبول ہے اور
گناہ اس کے بخشے گئے ہیں از انجملہ صحیح بخاری میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں ایک کا نام
ریّان ہے اس سے سوائے روزہ داروں کے دوسرا داخل نہ ہوگا۔ پھر اسی کتاب میں
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
روزہ روزہ دار کے لئے ڈھال ہے آتش دوزخ سے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں اسی
راوی سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی آدم کی ہر ایک نیکی

کی جزا دس ثواب سے لیکر سات سو تک ملتی ہے مگر روزہ کہ فرمایا حق تعالےٰ نے وہ خاص ہے میرے لئے اور میں اس کی جزا دیتا ہوں یا میں جزا ہوں یعنے کتنی اور کیسی ہوگی سوائے میرے کوئی جان نہیں سکتا۔ اس موقع پر بحر العلوم ارکان میں فرماتے ہیں کہ تمامی اہل کشف متفق ہیں اس بات پر کہ روزہ خاص ہے اللہ ہی کے واسطے اور اس کی جزا خود ذات پروردگار ہے اس سے مراد دیدار حق ہے جو روزہ دار کو جنت میں نصیب ہوگا انتہی۔

اب یہاں سوچنے کی بات ہے کہ روزے کے بدلے میں حق تعالیٰ نے کونسی نعمت رکھی ہے اور عبادات میں روزے کو کیا رتبہ دیا ہے اور تارک الصوم کو کونسی چیز کی محرومی کا خطرہ ہے۔ جاننا چاہئے کہ روزہ جناب باری کے لئے عبادت مخصوصہ ہے اس میں شرک کسی معبود باطل کو نہیں کس واسطے کہ کسی کافر نے کسی زمانے میں اپنے بت کی تعظیم و عبادت بذریعہ روزہ کے نہیں کی۔ سوائے اس کے روزہ ایسی خالص عبادت ہے کہ اس میں ریا کہ جو کہ شرک خفی کہلاتا ہے۔ اصلا دخل نہیں کیونکہ روزہ دار کے روزے سے کوئی واقف نہیں ہوتا مگر اظہار سے خود صائم کے اور اس کے اظہار میں بھی احتمال دروغ کا سامع کو باقی رہ سکتا ہے بر خلاف دوسرے عبادات کے جیسا نماز و حج و زکوٰۃ و صدقات وغیرہ کہ صورت ظاہری رکھتے ہیں اور آدمی اس حیلے سے دام فریب میں آسکتے ہیں اور جھوٹ کے احتمال کی جگہ باقی نہیں پس ان میں دخل ریا کا ممکن ہے اور سوا اس کے کھانے پانی سے بے نیازی صفت خاص پروردگار عالم کی ہے یہ سبار صفت روزے کی حالت میں روزہ دار کو حاصل ہے۔ سفر السعادت۔

معلوم ہووے کہ فضیلت روزے کی جو بیان ہوئی ہیں اس سے روزہ مراد ہے

جس میں آدمی اپنے کو اُن چیزوں سے باز رکھے جو روزے کے ثواب کو باطل کر دیتے ہیں جیسا جھوٹ بولنا اور غیبت کرنا اور چغلی کھانا اور فتنہ انگیزی اور بہتان اور طعنہ کرنا اور فحش بکنا اور گالی دینا اور کسی کے دل کو ناحق دکھانا اور کھیل اور لہو و لعب میں مصروف رہنا اور بیفائدہ شہوانی کاموں میں مشغول رہنا اور بیہودہ اور شہوت انگیز باتوں میں وقت گنوانا اور کسی سے جھگڑنا وغیرہا اگر کوئی شخص جھگڑے یا گالی دے تو یہ کہکر کہ میں روزہ دار ہوں خاموش ہوجاے اور دل کو بُرے خطرات اور بدکاموں کے عزم سے بری رکھے اور خلوص دل سے تسبیح و تہلیل اور قرآن کی تلاوت اور درود پڑھنے میں مشغول رہے۔ اس مبارک مہینے کو بہت غنیمت جان کے خیرات و صدقات اور نیکی کے کام دوسرے دنوں سے زیادہ کیا کرے اگر فقیر محتاج کی خدمت ہوسکے یا کسی مسلمان کی حاجت ایسے دنوں میں اپنے سے روا ہووے تو اُس پر ہزاروں شکر پروردگار بجالائے اور منت و احسان نہ جتاے اور دل میں عجب و کبر نہ لائے اور اس حدیث شریف کے معنے کو ہمیشہ نقش خاطر بنائے جو فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَیْسَ الصِّیَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِنَّمَا الصِّیَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ یعنی روزہ یہی نہیں ہے کہ نفس کو فقط کھانے پانی سے باز رکھے بلکہ روزہ وہ ہے کہ بچاوے اپنے کو بُری اور بیفائدہ کاموں سے اور بیہودہ بکنے اور شہوت انگیز بات چیت کرنے سے۔ پس جو شخص کہ اپنے روزے کی اس طور سے حفاظت نہ کریگا تو اس کو اس کے بھوکے مرنے سے وہی نتیجہ ملیگا جو حدیث نسائی میں مذکور ہے کہ کَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّهْرُ یعنے کتنے روزہ دار ہیں کہ ان کو روزوں سے سوائے پیاس کے کچھ نتیجہ نہیں اور کتنے رات کے

عبادت کرنے والے ہیں کہ جن کو راتوں کی نمازوں سے سوائے نیند کھونے کے کچھ حاصل نہیں۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو کامل روزے رکھنے کی توفیق دے اور اون کو جنت کی جزا عطا کرے آمین ثم آمین۔

مسئلہ

علماء کو اختلاف ہے اس بات میں کہ روزہ افضل ہے یا نماز ابوداؤد کی حدیث کی روایت جو اِعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ ہے اکثر نماز کو افضل کہتے ہیں۔ اور بعضے نسائی کی اوس حدیث کو دلیل لیکر روزے کو افضل کہتے ہیں جو انہوں نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور عرض کیا کہ مجھکو ایسا کام فرمایئے کہ جس کو میں مضبوطی سے اختیار کروں ارشاد فرمایا کہ روزے کو اپنے پر لازم کرلے کیونکہ کوئی عمل مانند اس کے نہیں۔

آخر الکلام فی مسائل الصیام۔

تنبیہ دوم تعریف میں روزے کے اور بیان میں روزہ دار کے

معنے روزے کے لغت میں مطلق روکنا ہے اور شریعت میں مسلمانوں مرد اور عورت جو حیض و نفاس سے پاک ہو طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک قصداً اپنے نفس کو باز رکھنا ہے روزہ توڑنے والی چیزوں سے جس کی تفصیل آگے آئیگی پس وہ منقسم ہے تین قسم پر۔

پہلا فرض جیسا روزۂ رمضان ادا ہو یا قضا۔

دوسرا واجب جیسا روزہ کفارہ و نذر۔

تیسرا نفل جو سوائے ان دو قسم کے شرعاً مستحسن ہیں۔ (در مختار)۔

[حاشیہ: ہم ... علی ... ۱۲ — بحکم خصوصیت ... کے ... فضیلت ... نفلیت کے لحاظ ... ۱۲ ... احمد دہلوی]

روزے کے لئے دن کو ہی خاص کرنے میں حکمت یہ ہے کہ رات کو تمام لوگ بے خبر سوتے اور بازار بند رہتے ہیں۔ برخلاف دن کے کہ سب لوگ جاگتے ہیں اور کھلے بازاروں میں اقسام کی چیزیں بکتی اور ایسی چیزیں جن کو دیکھکر نفس کو رغبت و خواہش ہو جابجا دکھائی دیتی ہیں۔ اور کان اور آنکھ اور زبان کے دروازے کھلے رہتے ہیں اور انسان کی طبیعت کھانے پینے اور دیگر خواہشوں کے حاصل کرنے کی طرف راغب ہوتی ہے پس روزے کی غرض جو روکنا نفس کا ہے خواہش نفسانی سے سوائے روز کے شب میں حاصل نہیں ہوتی کیونکہ رات نیند میں گذر جاتی ہے اور نفس کو کوئی خواہش عارض نہیں ہوتی۔ (فتح العزیز)

مسئلہ

روزہ رمضان کا ادا ہو یا قضا ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے (مجمع البرکات) فرضیت صوم رمضان کی ہجرت سے ڈیڑھ سال کے بعد دہم شعبان ۲ھ کو مقرر ہوئی (رد المحتار)۔

مسئلہ

اگر کم عمر لڑکا یا لڑکی روزہ رکھے یا کوئی شخص بعد نیت کے مجنون یا بیہوش ہو جائے روزہ اوس کا صحیح ہے۔ (رد المحتار)۔

مسئلہ

جب کم عمر اولاد کو طاقت روزے کی پیدا ہووے تو ولی پر لازم ہے کہ روزہ رکھنے کا حکم کرے اور جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچیں تو روزہ نہ رکھنے سے ان کو مارے۔ (در مختار)۔

مسئلہ

جو شخص رمضان میں بلا عذر روزہ نہ رکھے تو اس پر کفارہ تو نہیں ہے لیکن توبہ کرنے تک اس کو قید کرنا چاہیئے اگر توبہ نکرے اور یہ عادت قائم کر لیوے تو اس کو جان سے مارنا چاہیئے اگر ایسا شخص صاحب لشکر ہو اور اوس کے لشکری اس کو قید کرنے نہ دیں تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ امیر المومنین یا امام کے ساتھ جمع ہو کر اون پر جہاد کریں جس طرح تارکان صلوٰۃ پر جہاد کرنا واجب ہے۔

ارکان اور طحاوی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان عاقل بالغ بلا عذر رمضان میں دن کو علانیہ لوگوں کے سامنے کھاوے تو جان سے مارا جائے کیونکہ وہ دین کو سبک جان کے ٹھٹا کرتا ہے یا منکر ہے دین کے ایک رکن کا اور یہ بلا عذر روزہ ترک کرنا اس کا بالضرور دلیل ہے اُس کے استہزا یا انکار پر۔

مسئلہ

اگر کوئی شخص روزے کے سبب کھڑے رہنے سے عاجز ہو تو بھی روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے (درمختار)

مسئلہ

رمضان میں اگر دن کو مسافر مقیم ہووے یا حیض یا نفاس والی پاک ہووے یا دیوانہ آرام پاوے یا بیمار درست ہو جاوے یا نابالغ بالغ ہو جاوے یا کافر مسلم ہو جاوے یا صبح کو شب سمجھ کر سحر کرے یا قبل از غروب مغرب سمجھ کے افطار کر لے یا جبر سے یا خطا سے روزہ توڑے یا رمضان کے شروع ہونے میں شک رہنے سے افطار کرے بعدہ رمضان متحقق ہو جائے تو ان سب صورتوں میں رمضان کی

تعظیم کے لئے باقی کا تمام روز امساک یعنے روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ہے اور سوائے نو بالغ اور نو مسلم کے باقی کے تمام پر اس روزیکا قضا کرنا بھی فرض ہے۔ درمختار۔ طحطاوی۔

مسئلہ

شیخ فانی یعنے جو بوڑھا کہ طاقت فاقے کی نرکھتا ہو روزہ نہ رکھے اور ہر روز ایک مسکین کو بقدر ایک فطرے کے صدقہ دے اگر آئندہ اس کے مزاج میں فاقے کی طاقت پیدا ہو جاوے تو چھوٹے ہوئے تمام روزے جن کے لئے صدقہ دیا تھا قضا بھی کرے۔ شرح وقایہ۔
اگر مقدرت صدقہ دینے کی نہ ہو تو استغفار پڑھے اور خدا سے مغفرت چاہے (درمختار)۔

مسئلہ

ایک روزے کا صدقہ متعدد مسکینوں کو بانٹنا روا ہے لیکن متعدد روزونکا صدقہ ایک مسکین کو دینا حضرت امام اعظم رح کے نزدیک درست نہیں اور امام ابو یوسف رح سے جواز اور عدم جواز کے دونوں روایت آئے ہیں (بحر الرائق)

مسئلہ

حاملہ یا دودھ پلانے والی ماں یا انا فاقہ کے سبب سے اپنے کو یا بچے کو کچھ ضرر کا گمانِ غالب رکھتی ہو تو روزہ ترک کرے اور بعد تمام ہونے ایّام حمل یا رضاعت کے قضا کرے مگر جس عورت کے بچّے کے لئے انا مقرر کی گئی ہو اوس کو روزہ چھوڑنا درست نہیں (شرح وقایہ)۔

مسئلہ

بیمار علامات سے یا تجربہ سے یا ظن غالب سے یہ سمجھے کہ فاقہ مرض کو بڑہا دیگا یا یہ خیال کرے کہ اس قدر ضعیف کر دیگا کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت اپنے سے ادا نہ ہو سکے گی یا تندرست کو فاقے سے بیماری عارض ہونے کا خوف کوئی طبیب حاذق جو مسلمان ہو اور فاسق معلن نہو بتلائے تو ان سب کو روزہ نہ رکھنا اور قضا کرنا روا ہے (درمختار)۔

مسئلہ

لونڈی غلام کو اگر خدمت گزاری آقا کی روزے سے عاجز کرے تو فرمانبرداری آقا کی ترک کرے اور فرض روزہ ادا کرے (قاضی خاں)۔

قاعدہ کلیہ

روزہ رکھنے کے بعد روزہ توڑنے اور روزہ نہ رکھنے کو مباح کرنے والے عذر آٹھ ہیں۔

پہلا۔ سفر شرعی ہو۔ جیسا حج اور جہاد کے لئے یا غیر شرعی ہو جیسا تجارت وسیر و تفریح کے لئے۔

دوسرا۔ بیماری۔

تیسرا۔ کسیکی زبردستی سے۔

چوتھا۔ حمل۔

پانچواں۔ دودھ پلانا بچے کا۔

چھٹا۔ ایسی بھوک جس سے خوفِ ہلاکت ہو۔

ساتواں۔ ایسی پیاس کہ جس میں جان کا خطر ہو۔

آٹھواں۔ بڑھاپے کی ناتوانی۔ ہدایہ۔

لیکن سفر میں پہلے روز روزہ توڑنا نہ چاہیئے اگر توڑا تو گنہگار ہوگا مگر قضا لازم ہے فقط کفّارہ لازم نہیں۔

مسئلہ

اگر کوئی سفر کے واسطے تیار ہو کے شہر کے باہر جانے سے پہلے روزہ توڑ ڈالے تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہونگے۔ (محیط)

ایسا ہی اگر سفر کے ارادے سے شہر سے نکلے بعدہ بھولی ہوئی چیز لینے کو پھر گھر کو پلٹ آے اور وہاں روزہ توڑ کے بلا توقف گھر سے روانہ ہو تو بھی قضا و کفّارہ دونوں لازم ہونگے۔ (قاضی خان)۔

مسئلہ

سفر میں اگر روزے سے مشقّت نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے اگر خوف ہلاکت کا یا بڑی مشقّت کا ہو تو روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور اگر کھانا رفیقوں کے ساتھ شراکت میں کھاتا ہو اور رفیق بحالت سفر روزہ نہ رکھتے ہوں تو اس کو بھی روزہ نہ رکھنا اولی ہے۔ (بحر الرّائق)

مسئلہ

جب روزہ دار عورت حیض و نفاس دیکھے تو بلا دیر کئے روزہ توڑے اور اس روز امساک بھی نہ کرے کھاتے پیتے رہے۔

تنبیہ سوم نیّت کے بیان میں

نیّت روزے کی یہ ہے کہ مسلمان اپنے دل میں مضبوط قصد کرے کہ میں روزہ واسطے اللہ تعالےٰ کے رکھونگا (عالمگیری)

مسئلہ

نیّت کا زبان سے کہنا بھی سنّت ہے (درمختار)

مسئلہ

اگر کسی نے نیّت کے ساتھ انشاء اللہ تعالےٰ کے فقرے کو ملایا تو نیّت باطل نہیں ہوتی (درمختار)

مسئلہ

بعد نیّت کے اگر قبل از طلوع صبح صادق کے پھر قصد روزہ نہ رکھنے کا کیا تو نیّت باطل ہوی۔ (درمختار)
لیکن نیّت سے پھرنے کے بعد اس روز میں روزہ توڑنے والا ابھی کوئی کام نکیا تو روزہ اس کا پورا ہوتا ہے پہلی نیّت کے سبب سے (ایضاح کرمانی)

مسئلہ

اگر نماز میں نیّت روزے کی دل میں کرلیا تو صحیح ہے اور نماز بھی نہیں ٹوٹتی (درمختار)

مسئلہ

ہر روزہ رمضان کا محتاج نیّت کا ہے اگرچہ روزہ دار تندرست اور مقیم بھی ہو کیونکہ نیّت فرض ہے (درمختار)

مسئلہ

اگر رمضان میں کسی شخص نے نہ روزے کی نیت کی اور نہ افطار کی بلکہ فقط امساک کیا مگر اتنا جانتا ہے کہ رمضان ہے ظاہر یہی بات ہے کہ روزہ دار نہ ہوگا۔ (مجمع البرکات)۔

مسئلہ

اگر کسی شخص نے شب کو ارادہ کیا کہ صبح کو اگر دعوت ہووے تو افطار کرونگا ورنہ روزہ رکھتا ہوں پس وہ نیت نہوگی (عالمگیری)۔

مسئلہ

ظہیریہ میں آیا ہے سحری کا کھانا نیت کے قائم مقام ہے (برجندی) اگر بعد سحر کرنے کے پھر نیت کیا کہ صبح کو روزہ نہ رکھونگا تو ایسی سحری نیت کے مقائم مقام نہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ

روزہ رمضان کیلئے جو ادا ہووے اور روزہ نذر معین کیلئے جو بخصوصیت روز مقرر کیا گیا ہو بعد غروب آفتاب شب میں نیت کرنی کفایت کرتی ہے (درمختار)۔

پس اگر قبل غروب کے نیت کرلی کہ کل صبح کو روزہ رکھونگا تو وہ معتبر نہ ہوگی اور اگر اسی دن جس میں روزہ رکھتا ہے قبل زوال شرعی کے نیت کر لی تو معتبر ہوگی۔ لیکن برابر زوال شرعی کے وقت یا بعد اس کی نیت کی جاوے تو وہ جائز نہیں۔ (سراجیہ) ۔ جاننا چاہیئے کہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب

تک کے وقت کو روز شرعی کہتے ہیں اس کا برابر آدھا زوال شرعی کہلاتا ہے پس زوالِ شرعی نصف النہار سے تخمیناً ایک گھنٹہ اوّل ہی ہو جاتا ہے (درمختار)

مسئلہ

اگر دن کو نیّت کرنے کا اتفاق ہو تو لازم ہے کہ اوّل روز سے آج کا روزہ رکھتا ہوں اس طرح نیّت کرے۔ پس اگر یوں نیّت کی کہ اس وقت سے روزہ رکھتا ہوں تو روزہ نہ ہوگا۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ

اگر نفل روزے کی نیّت قبل زوال آفتاب کے کر لی تو بھی درست ہے بخلاف رمضان اور نذر معین کے کہ وہاں زوال شرعی معتبر ہے نہ زوالِ آفتاب (ھدایہ)۔

مسئلہ

جن روزوں میں کہ آگے زوال کے نیّت کرنا درست ہے سو اس میں شرط یہی ہے کہ طلوع صبح صادق سے نیّت کے وقت تک کوئی کام روزے کو فاسد کرنے والا عمداً یا بھول[۱] کر وقوع میں نہ آیا ہو۔ ولیکن بعضوں کے نزدیک اگر سہو سے وقوع میں آیا ہو تو مضائقہ نہیں ہے (قاضی خان)

مسئلہ

روزۂ قضا اور روزۂ کفارۂ مطلق میں جو ایک جنایت سے معین نہ ہو اور روزۂ نذر مطلق میں جو کسی ایک روز سے مختص نہ ہو شرط ہے کہ رات سے نیّت

---

۱ یعنے نیّت کرنے والے کو نیّت روزہ کرنے کے وقت یاد نہ ہو کہ اوس نے صبح سے کوئی کام روزہ کو فاسد کرنیوالا نہیں کیا ہے ۱۲

کریں۔ (عالمگیری)

اگرچہ قریب صبح صادق کے بھی ہو (قاضی خان)۔

مسئلہ

اگر کوئی شخص روزہ قضا کی نیت بوجہ عدم واقفیت مسئلہ بعد طلوع صبح صادق کے کرے بعد ازاں مسئلے سے واقف ہو تو روزہ نہ توڑے کیونکہ یہ روزہ نفل ہو گیا پس اگر توڑا تو اول کی قضا کے سوائے یہ دوسرے روزہ نفل کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو گی (در مختار)

مسئلہ

نفل کی نیت سے یا مطلق روزے کی نیت سے روزہ رمضان[1] ادا ہو سکتا ہے مقیم و مسافر اور بیمار و تندرست اس حکم میں برابر ہیں۔ (شرح ابی المکارم)۔

مسئلہ

تندرست یا مقیم ایام رمضان میں قضا یا کفارہ یا نذر کی نیت سے روزہ رکھے تو وہ روزہ رمضان ہی کا ہو گا۔ اگر مسافر ایسا کیا تو نزدیک امام اعظمؒ کے وہ روزہ اسی قسم سے ہے جس کی اوس نے نیت کی تھی نہ رمضان سے لیکن صاحبین کے نزدیک وہ روزہ رمضان کا ہی ہو گا (شرح ابی المکارم)

اگر بیمار ایسا کیا تو وہ روزہ رمضان ہی سے ہو گا۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ

نفل اور نذر معین نیت سے مطلق روزے کے اور نفل کے صحیح ہوتا ہے

---

[1] یعنے ماہ رمضان میں کوئی شخص نفل روزے کی نیت کرے یا بلا صراحت قسم روزہ کی نیت کرے تو ایسی نیت سے جو روزہ رکھا جائیگا وہ رمضان کا ادا فرض روزہ ہوگا ۱۲ ۔

پر روزۂ نفل نیت سے روزۂ قضا و کفارہ کے یا نذر کے صحیح نہیں ہوتا (شرح ابی المکارم)

مسئلہ

نذر معین میں اگر رات سے نیت دوسرے واجب کی کی تھی تو وہ روزہ اسی واجب کا ہوگا اور قضا روزۂ نذر کی اس کے ذمہ باقی ہے اگر بعد طلوع صبح کے نیت دوسرے واجب کی کرے تو وہ روزہ نذر معین کا ہی ہوگا (شرح ابی المکارم)

مسئلہ

اگر کسی کے چند روزے ایک رمضان یا دو یا اس سے زیادہ رمضانوں میں قضا ہوئے ہوں تو اولیٰ یہ ہے کہ قضاء اول رمضان اور اول روزے کو پہلے ادا کرے اور نیت میں تعیین اولیت کی کرکے ایسا کہے کہ میری عمر کے قضا روزوں میں سے پہلے رمضان کا پہلا روزہ ادا کرتا ہوں اور اگر بلا ترتیب ادا کرے یا تعیین اولیت وثانویت کا نہیں کیا تو بھی جائز ہے لیکن اولیٰ نہیں ہے (برجندی) (عالمگیری)۔

مسئلہ

کسی فقیر نے روزۂ رمضان توڑا تو شرعاً اس پر کفارہ اور قضا لازم ہووے پس بغیر فرق کرنے کفارہ اور قضا کے متواتر اکسٹھ روزے رکھ لے تو جائز ہے کفارہ وقضا دونوں ادا ہو جائیں گے۔ (عالمگیری)۔

تنبیہ چہارم سحر وافطار کے بیان میں

سحری زبر سے سین کے اور سحور سین کے پیش سے آخر شب میں کھانا کھانے کو کہتے ہیں اور سحور زبر سے سین کے اس طعام کو کہتے ہیں جو آخر شب

کھایا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے اَلسَّحُوْرُ کُلُّهٗ بَرَکَةٌ فَلَا تَدَعُوْهُ وَلَوْ اَنْ يَّجْرَعَ اَحَدُكُمْ جُرْعَةً مِّنْ مَّآءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ یعنے جو چیز کہ سحر کو کھائی جاتی ہے سراسر برکت ہے مت چھوڑو تم اس کو اگرچہ ایک گھونٹ پانی پینے سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ رحمت اتارتا ہے اور فرشتے رحمت مانگتے ہیں سحر کرنے والوں کے لئے لہٰذا سحر کا مستحب ہونا ثابت ہے (بحر الرائق۔ طحطاوی)۔

لیکن لازم ہے کہ سحر کو اتنا نہ کھائے کہ دن کو کھٹی ڈکار آئے اور ہضم کی فکر پڑ جائے اور روزے کا مقصود جو تعب میں ڈالنا نفس کا ہے اللہ کے واسطے بھوک اور پیاس کی مشقت سے فوت ہو جائے۔

جاننا چاہیئے کہ سحر مستحب اس شخص کے حق میں ہے جو صبح کا فریضہ قضا نکرے پس ایسا شخص کہ سحر کا اٹھنا اس کی فجر کے نماز کو قضا کروادے اس کے حق میں سحر مستحب کیونکر ہو گا کس واسطے کہ اصول کا قاعدہ کلیہ ہے كُلَّمَا يَنْجَرُّ اِلَى الْحَرَامِ حَرَامٌ یعنے جو چیز کہ حرام کے طرف کھینچے وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ

وقت سحر کا آخر شب ہے (عالمگیری) نزدیک فقیہ ابو اللیث کے مستحب وہ وقت ہے کہ چھٹا حصہ آخر شب کا باقی رہے۔

مسئلہ

سحر میں تاخیر کرنی مستحب ہے لیکن اس قدر دیر کہ شک واقع ہو مکروہ ہے (درمختار)

مسئلہ

مرغ کے آواز کو سحر کے باب میں کچھ اعتبار نہیں ہاں اگر بارہا آزمایا ہو تو بعضوں کے پاس اعتماد روا ہے مگر سحر کے ڈنکہ پر اعتماد درست ہے۔ (شافی)۔

مسئلہ

مَطْلَع صاف ہو تو افطار میں تعجیل کرنا افضل ہے اگر غروب میں شک ہو تو تعجیل افطار بالاتفاق جائز نہیں۔ (درمختار)۔

مسئلہ

علامات سے یا متقی کی خبر دہی سے جب غروب آفتاب کا یقین ہو چکے تو روزہ کھولنے میں جلدی کرنی چاہیئے کس واسطے کہ ابوداؤد کی حدیث میں آیا ہے کہ افطار کی تاخیر یہود و نصاریٰ کی عادت ہے۔

مسئلہ

یقینی علامت آفتاب غروب ہونے کی یہ ہے کہ مشرق کی طرف آسمان کے کنارہ پر سیاہی نمود ہووے اور پہاڑوں اور بلند بلند چیزوں پر ذرا بھی دھوپ باقی نہ رہے (طحطاوی)۔

لیکن احتیاطاً لازم ہے کہ وہ سیاہی نیزے برابر بلند ہووے تک افطار میں توقّف کرے مگر ستارے نکلنے کا انتظار نہ کرے کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ افطار کے لئے ستاروں کا انتظار کرنا سُنّت کے خلاف ہے۔

مسئلہ

سُنّت یہی ہے کہ وقتِ افطار یوں کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ

اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَبِصَوْمِ الْغَدِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَوَيْتُ فَاغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ

(درمختار)

کفایۂ شعبی میں شیخ فریدالدین عطار سے نقل کیا ہے کہ فرمایا آپ نے رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک فرشتہ رحمت سے بھرا ہوا طبق آسمان سے لیکر اترتا ہے اور افطار کے وقت روزہ داروں پر نثار کرتا ہے۔

مسئلہ

جب طلوع فجر میں شک ہو تو اولیٰ یہی ہے کہ سحر نہ کرے۔ ہدایہ اور ارکان میں ہے کہ سحر شک کی حالت میں مکروہ تحریمی ہے لہذا اوس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا جب تک کہ طلوع صبح صادق کا یقین نہ ہو۔

مسئلہ

امام محمدؒ موطا میں فرماتے ہیں کہ تعجیل افطار میں مستحب ہے ایسا ہی نماز مغرب میں بھی پس روزہ دار مختار ہے خواہ نماز فرض کو مقدم کرے یا افطار کو آگے کرے لیکن نماز سنت کو افطار پر مقدم نہ کرے (ارکان)۔

مسئلہ

ابر کے دن میں افطار کی تعجیل مستحب نہیں۔ (قاضی خان)

مسئلہ

ترمذی نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار تین خرمائے تر سے کرے اگر نہ پاوے تین خرمائے خشک سے کرے اگر وہ بھی

نہ ملے تو پانی سے کرے۔

تنبیہ پنجم ہلال رمضان و شوال کے بیان میں

ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض کفایہ ہے کہ ہلال رمضان اور شوال اور ذی الحجہ کے دیکھنے کے لئے اونتیسویں (۲۹) تاریخوں میں غروب آفتاب کے وقت جانب مغرب نظر دوڑالے۔ (ارکان)۔

مسئلہ

خبر نجومی کی جواز روے حساب نجوم ہو رؤیت ہلال کے مقدمہ میں کچھ اعتبار نہیں رکھتی اگرچہ وہ عدل بھی ہو۔ اور خود نجومی کو بھی جائز نہیں کہ اس مقدمہ میں اپنے حساب نجوم پر عمل کرے۔ (سراج الوہاج)۔

مسئلہ

جب اونتیسویں (۲۹) شعبان کو مطلع پر ابر یا غبار یا دخان ہو اور لوگوں کو چاند نظر نہ آئے ایسی حالت میں ایک عدل یعنے مسلم صالح جو عاقل و بالغ ہو مرد ہو یا عورت۔ بندہ ہو یا آزاد۔ شہر کا باشندہ ہو یا باہر سے آیا ہوا ہو۔ گو وہ قذف کے حد میں ماخوذ ہو کر توبہ کر چکا ہو خبر دے کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو مقبول ہے بالاتفاق شیخ بزازی نے کہا ہے کہ مستور الحال یعنے صالح ہے یا نہیں یہ معلوم نہو تو ایسے ایک شخص کی شہادت بھی اس باب میں مقبول ہے۔ مگر فاسق معلن کی خبر اصلا مقبول نہیں۔ بالاتفاق۔ (درمختار)۔

اور بحر العلوم ارکان میں فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں ایسے ابواب کے

گواہوں میں عدالت کو شرط قرار دینا ثبوت مدعا میں خلل اندازی ہے خصوصاً رمضان کے چاند میں۔ پس لائق یہ بات ہے کہ فتوے دیں ابو یوسف رح کے قول پر وہ یہ ہے کہ گواہ مروت والا ہو جس کی شہادت کی سچائی پر گمان غالب ہو سکے تو کافی ہے اور اس امر میں دوسرے قضایا کے مانند دعوے اور لفظ اشہد کا کہنا اور حکم مجلس قضا کی حاجت نہیں کس واسطے کہ یہ خبر ہے گواہی نہیں۔ ایسا ہی کیفیت رؤیت کی یعنے چاند کے ساتھ اور کیوں دیکھا بیان کرے یا نہ کرے مضائقہ نہیں۔ (درمختار)

لیکن شیخ چلپی بحر الرائق سے نقل کرتا ہے کہ اگر وہ عدل خارج شہر کسی صحرا میں یا داخل شہر ابر کے شگافوں میں ہلال دیکھا اس طرح بیان کرے تو معتبر ہے وگرنہ مردود

مسئلہ

مقبول ہے اس امر میں گواہی ایک کی دوسرے کے گواہی پر جیسا کسی نے کہا کہ فلاں شخص نے چاند دیکھکر گواہی دی ہے میں اُس پر گواہ ہوں (بحر الرائق)۔

مسئلہ

جب ایک شخص عدل ہلال رمضان دیکھنے کی گواہی دے تو سننے والے پر روزہ لازم ہو جاتا ہے حاکم کے حکم کی حاجت نہیں ہے (بحر الرائق)۔

مسئلہ

پردہ نشین باندی اگر ابر و غبار کی حالت میں تنہا چاند دیکھے تو بغیر حاصل کرنے اجازت آقا کے رات ہی کو قاضی کے پاس جا کے خبر دینا اُس پر واجب ہے (درمختار) ایسا ہی حکم پردہ نشین بی بی کا قاضی کے پاس جا کے بغیر حکم ولی کے گواہی دینے میں ہے کیونکہ یہ گواہی فرض عین ہے۔ (مراقی الفلاح)۔

مسئلہ

جب رمضان کی انتیسویں ۲۹ کو مطلع پر اسی طرح ابر یا غبار یا دخان ہووے تو اس چاند کے مقدمہ میں دو عدل کی گواہی مطابق قانون شریعت کے ضرور ہے یعنے دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں اور لفظ اشہد یا ہم معنے اسکا کوئی لفظ زبان سے کہیں اور قذف کے حد میں ماخوذ نہ ہوئے ہوں لیکن دعوے اور حکم اور مجلس قضا شرط نہیں ہے (در مختار)

مسئلہ

جس بستی میں حاکم اسلام نہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ ایک عدل کی گواہی پر روزہ رکھیں اور دو کی گواہی پر عید کریں (در مختار)۔

مسئلہ

اگر حاکم مسلم ابر کے دنوں میں آپ تنہا رمضان کا چاند دیکھے تو روزے کا حکم دینے میں مختار ہے خواہ اپنی ہی رویت پر کفایت کرے یا دوسرے سے بھی شہادت لیوے لیکن افطار و عید کے باب میں اختیار نہیں مطابق قانون مذکور کے شہادت غیر سے لینا ضرور ہے۔ (در مختار)۔

اگر شہادت غیر سے نہ ملے تو سب کے ساتھ آپ بھی روزہ رکھے۔ (طحطاوی)

مسئلہ

جب آسمان پر ابر و غبار وغیرہ نہو تو ہر دو چاند میں ایک بڑی جماعت کا رویت ہلال کی خبر دینا شرط ہے جن کی خبر سے امام کو یقین حاصل ہو جاوے یا ظن غالب پیدا ہو جاوے اور ان کے لئے کچھ عدد و اندازہ مقرر نہیں۔ (در مختار)

اور اگر جماعت ... میں کافر و فاسق بھی شریک رہیں تو جائز ہے (طحطاوی)

مسئلہ

اگر قریہ کے قاضی کے پاس ایک جماعت یوں کہے کہ انتیسویں[۲۹] کی شام کو رؤیت ہلال پر شہر کے قاضی کے پاس دو شاہد گزرنے سے اون کی شہادت قبول کر کے قاضی نے حکم جاری کیا ہے۔ پس قریہ کے قاضی کو جائز ہے کہ اس جماعت سے دعوے کے شرائط کیساتھ دریافت کر کے اونکی گواہی پر حکم جاری کرے کیونکہ دوسرے قاضی کا عمل حجت ہے اور یہ لوگ اس پر گواہی دیتے ہیں (درمختار)

مسئلہ

اگر ایک جماعت کہی کہ فلانے شہر کے لوگ تمہارے سے ایک روز آگے چاند دیکھ کے روزہ رکھے ہیں ایسی گواہی منظور نہوگی۔ کیونکہ یہ حکایت ہے گواہی نہیں ہاں اگر دوسرے شہر کے کوچہ و بازار میں چاند کی خبر شایع ہوی ہے اور یہ امر جیسا چاہیے ویسا ثبوت کو پہونچا ہو تو اس شہر والوں کو بھی اس پر عمل لازم ہے (درمختار)۔

مسئلہ

اگر مطلع صاف نہ رہنے سے دو عدل کی گواہی پر روزہ رکھا گیا ہو تو اس حساب سے پورے تیس[۳۰] روز گذرنے پر بھی ابر وغیرہ کے سبب سے کسی کو چاند شوال کا نظر نہ آئے تو بالاتفاق افطار درست ہے اگر مطلع صاف رہتے پر بھی نظر نہ آئے تو مذہب صحیح پر افطار درست ہے۔ اور ایک عدل کے قول پر ہلال رمضان مقرر ہوا ہو تو تیس[۳۰] دن گذرنے پر بھی بغیر از رویت ہلال شوال کے افطار درست نہیں

ابن الکمال اور زیلعی کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں اگر مطلع صاف ہوتے ہوئے بھی چاند نظر نہ آئے تو افطار درست نہیں وگرنہ درست ہے (درمختار)۔

مسئلہ

اگر شعبان کا چاند نظر سے دیکھیں اور رمضان کا چاند ابر و غبار کے سبب نظر نہ آنے سے شعبان کے تیس ۳۰ روز تمام کرکے روزے شروع کیے تھے ایسی حالت میں ہلال شوال اٹھائیسویں ۲۸ رمضان کو نظر آیا تو ایک روزہ قضا کریں کیونکہ ہلال رمضان اُنتیسا ہوا ہے۔ اور اگر شعبان کا چاند بھی کدورت مطلع کے سبب سے نہ دیکھ کے فقط تیس ۳۰ کے حساب پر مقرر کیا گیا تھا اور رمضان کے چاند میں بھی کدورت مطلع کے سبب اوسی طرح مقرر کرلیا گیا تھا تو ایسی صورت میں اٹھائیسویں رمضان کو شوال کا چاند نظر آجاوے تو دو روزے قضا کرنے چاہییے کیونکہ ہلال شعبان وہلال رمضان دونوں اونتیسے ہوئے ہونگے۔ (خلاصہ)

مسئلہ

اختلاف مطالع کا غیر معتبر ہے ظاہر مذہب پر پس اگر اہل مغرب کی رویت وجہ شرعی پر اہل مشرق کے پاس ثابت ہووے تو پیروی اس کی لازم ہے لیکن زیلعی کے قول پر اختلاف مطالع کا معتبر ہے۔ (درمختار)۔

مسئلہ

حدادی نے کہا ہے کہ اگر ہلال رمضان یا شوال وغیرہ دن کو ہی نظر آجائے تو وہ آنے والی رات کا ہے نہ گذری ہوی رات کا۔ (درمختار)۔

لیکن ابی یوسفؒ فرماتے ہیں اگر قبل از زوال شمس چاند نظر آجاوے تو گذری ہوی

رات کا اور اگر بعد زوال نظر آئے تو آنے والی رات کا ہے۔

امام اعظم رح سے ایک روایت اس باب میں اس طور پر ہے کہ اگر چاند سورج کے مشرقی جہت میں نظر آئے تو گذری ہوی رات کا ہے اگر غربی جہت میں نظر آئے تو آنے والی رات کا ہے خواہ قبل زوال ہو یا بعد زوال ہو (طحطاوی)۔

پس احتیاط اس میں ہے کہ رمضان کے ہلال میں طحطاوی کے قول پر اور شوال کے ہلال میں درمختار کے قول پر عمل کیا جائے۔

مسئلہ

ہلال ذی الحجہ اور باقی کے نو مہینوں کا حکم شوال کا ہے یعنے مطلع کے کدورت میں دو عدل کی گواہی اور صفائی کے وقت جم غفیر کا دیکھنا شرط ہے (درمختار)

لیکن امام اعظم رح سے ایک روایت ہے کہ حکم انکا حکم ہلال رمضان کا ہے یعنے ایام کدورت میں ایک عدل کی گواہی بھی کفایت کرتی ہے (طحطاوی)۔

مسئلہ

جب نیا چاند دیکھیں تو اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ عمل زمانہ جاہلیت کا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ

اگر کسی شخص نے ایام شک میں ہلال رمضان یا شوال دیکھا اور دلیل شرعی سے اس کا قول مردود ٹھیرا تو بھر دو روز اُس پر روزہ واجب ہے پس اگر توڑا تو قضا ہے فقط نہ کفارہ اور اگر اس کا قول رد ہونے کے اوّل ہی توڑ ڈالا تو بھی قضا ہے بالاتفاق اور کفارے میں اختلاف ہے اور اگر قول قبول ہونے کے بعد توڑا تو صحیح تر

یہ ہے کہ نفاذہ واجب ہے اگرچہ وہ شخص فاسق ہو (درمختار)۔

مسئلہ

جب انتیسویں[۲۹] کو شعبان کے مطلع کی کدورت کے سبب شک کا روز قرار پاوے تو اس روز رمضان کے جزم سے روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اگر اس طور سے کہ آج رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے ورنہ دوسرے کوئی واجب یا نفل کا ہے نیت کر لی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے پس اوس روز فی الحقیقت اگر رمضان متحقق ہو تو وہ روزہ رمضان کا ہوگا ورنہ نفل ہوتا ہے نہ واجب وغیرہ کا۔ اور اگر اس روز بالجزم فقط دوسرے واجب کی نیت سے روزہ رکھا ہو تو درصورت ثبوت رمضان وہ روزہ رمضان کا ہوگا ورنہ اس واجب کا جس کی کہ نیت کی تھی کراہت تنزیہی کے ساتھ اور اگر اسطرح نیت کی جا کہ آج رمضان ہو تو میں روزہ دار ہوں اگر شعبان ہو تو روزہ دار نہیں تو مطلق روزہ نہوگا کیونکہ دل کا عزم جو اصل نیت ہی روزہ رکھنے میں نہیں پایا گیا۔ (ارکان)۔

لیکن مفتی بہ یہ ہے کہ اس روز عوام قریب تک زوال شرعی کے باہر کے خبر کی انتظار میں امساک کریں اور خواص فقط نفل کی نیت سے روزہ رکھیں اور دل میں یہ خیال نہ لاویں کہ اگر رمضان ہو تو یہ روزہ رمضان کا ہے کیونکہ نیت متشکی سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور خواص سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جو اس قسم کے روزہ کی نیت کے طریقہ سے واقف ہوں نہ بڑے بڑے عالم و متقی (درمختار۔ طحطاوی)

مسئلہ

اگر کسی شخص کو آخر ماہ میں دو تین روزے رکھنے کی عادت ہو اس کے موافق

شعبان کے اخیر میں نفل کی نیت سے شک کے روز میں بھی روزہ رکھ لے تو اولیٰ و افضل ہے (درمختار)

باب پہلا

اس میں چار تشریحیں ہیں

تشریح اوّل بیان میں روزہ نفل کے

جاننا چاہیئے کہ روزہ نفل جب قصداً شروع کیا جائے تو تمام کرنا واجب ہو جاتا ہے پس اگر فاسد ہوا اگرچہ حیض آنے سے ہو اس کی قضا واجب ہے (درمختار) لیکن اگر عیدین یا ایام تشریق میں نفل کی نیت کی جائے تو اتمام لازم نہیں ہوتا۔ (تنویر الابصار)۔

پس اگر ان ایام میں روزہ رکھ کر توڑ ڈالا تو بھی قضا واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ

بغیر عذر کے توڑنا روزہ نفل کا جائز نہیں (تنویر الابصار)۔ لیکن بحر العلوم ارکان میں فرماتے ہیں حق یہ ہے کہ بغیر عذر کے بھی افطار جائز ہے اور ضیافت کے عذر سے افطار اس کا مذہب مختار پر مباح ہے مہمان و میزبان ہر دو کو ایسا ہی ہے (درمختار) میں بھی لیکن مذہب صحیح میزبان روزہ دار کے باب میں یہ ہے کہ اگر مہمان فقط حاضر رہنے سے میزبان کے راضی ہو اور شرکت کھانے میں نہ چاہے تو افطار مباح نہیں ورنہ مباح ہے (درمختار)۔

مسئلہ

شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں جو شخص کہ قضا اپنے سے فروگذاشت نہ ہوگی اپنے نفس پر پورا اعتماد رکھتا ہو وہ نفل روزہ کو افطار کرے اور جو اعتماد نہ رکھتا ہو تو وہ افطار نہ کرے اگرچہ میزبان ناخوش بھی ہو۔ ذخیرہ میں آیا ہے کہ یہ جواز افطار قبل از زوال ہے مگر بعد زوال کے کسی وجہ سے جائز نہیں مگر یہ کہ افطار نہ کرنے میں ماں یا باپ عاق کر دینگے یہ اندیشہ ہو تو اس وقت افطار درست ہے (عالمگیری) لیکن ابو یوسف رح کے نزدیک یہ قید معتبر نہیں جس وقت دل چاہے افطار کرے اور پھر قضا رکھے یہی بات در مختار اور بحر الرائق اور کنز وغیرہ میں لکھا ہے۔

مسئلہ

جو عورت کہ اوس کے روزے سے شوہر کو حرج پہونچے سو اسکو بغیر اذن شوہر کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے اگر ضرر نہ پہونچتا ہو جیسا کہ زوج بھی روزہ دار یا مریض ہو تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح غلام ولونڈی کو بھی بغیر اذن آقا کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے اگر رکھیں تو شوہر و آقا کے تڑوانے سے توڑ ڈالیں اور قضا اوس کی واجب ہے زوجہ حکم سے شوہر کے یا بعد طلاق کے۔ اور لونڈی و غلام حکم سے آقا کے یا بعد آزادی کے قضا کرے (در مختار)۔

مسئلہ

صاحب کو جائز ہے کہ نفل روزہ لونڈی و غلام کا افطار کرا دے اسی طرح شوہر کو درست ہے کہ نفل روزہ اپنی عورت کا افطار کروا دے اگرچہ ضرر صاحب یا شوہر کو پہنچتا ہو (حموی)۔

اسی طرح شوہر مجاز ہے اون روزوں کے افطار کرادینے کا جو اوس کی زوجہ نے قسم کھا کر اپنے اوپر لازم کر لئے ہوں۔ (بحر - قنیہ)۔

مسئلہ

مملوک اگر مالک کی خدمت میں ہو اور اوس کے روزۂ نفل سے مالک کو ضرر نہ پہنچتا ہو تو اوسکو روزۂ نفل کا رکھنا بغیر اذن مالک کے روا ہے۔ (قاضیخان)۔

مسئلہ

اگر مزدوری دینے والے کو کچھ ضرر پہونچتا ہو تو بغیر حکم اوس کے روزہ نفل کا رکھنا مزدور کو درست نہیں ورنہ درست ہے (عالمگیری)۔

تشریح دوم تمام سال کے مستحب اور فضیلت رکھنے والے روزوں کے بیان میں

اوّل روزہ عاشورے کا (عینی شرح ھدایہ)۔

مسئلہ

روزہ عاشورے کا تنہا مکروہ ہے پر سنّت یہ ہے کہ نویں اور دسویں ہر دو روز روزہ رکھا جائے۔ (عالمگیری)۔

ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشورے کا سال گذشتہ کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے (سفر السعادت)۔

دوّم۔ ہر مہینے کے جن تاریخوں میں چاہیں تین روزے رکھیں (ارکان)

سوم۔ ایام بیض کے یعنے ہر مہینے کے تیرھویں[۱۳] چودھویں[۱۴] پندرھویں[۱۵] تاریخ کے

تین روزے ہیں مگر ذی الحجہ کے مہینے میں ایام بیض چودھویں[14] پندرھویں[15] سولھویں[16] تاریخ قرار پائی ہے کیونکہ تیرھویں[13] ایام تشریق میں شامل ہے اور ان دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں (ارکان)۔

چہارم۔ روزۂ داؤدی یعنے ایک روز روزہ رکھے اور ایک روز افطار کرے اسی طرح سال تمام گذارے (ارکان)۔

پنجم۔ روزے ماہ رجب کے (سفر السعادۃ)

ششم۔ روزے ماہ شعبان کے (سفر)

ہفتم۔ روزہ جمعہ کا اگرچہ تنہا ہو (در مختار)۔

لیکن بحر العلوم ارکان میں فرماتے ہیں کہ روزہ جمعہ کا تنہا بغیر ملانے ایک روز قبل یا بعد کے مکروہ ہے۔

ہشتم۔ روزہ پیر کا (سفر)

نہم۔ روزہ جمعرات کا (سفر)

دہم۔ روزہ رجب کی ستائیسویں[27] کا (ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ)

یازدہم۔ روزہ پندرھویں شعبان کا۔ (ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ)

دوازدہم۔ روزے ستہ شوال کے۔ (ارکان)۔

حدیث صحیح میں ثوبانؓ سے آیا ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے تمام روزے رمضان کے رکھے اور چھے[6] شوال کے پس اس کو حاصل ہوئے روزے تمام سال کے۔ یہ اس حساب سے ہے کہ فرمایا حق جل وعلا نے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنے جو کہ ایک نیکی لاوے میرے

حضور ہیں تو اس کو دس گنا ثواب ملے۔ پس رمضان کے تیس ۳۰ اور شوال کے چھے روزے جملہ چھتیس ہوے۔ چھتیس کو دس گنا کرنیکے حساب سے تین سو ساٹھ روزے ہوے پس سال کے دن بھی اتنے ہی ہیں۔ (سفر السعادۃ)۔

مستحب ستہ شوال ہیں یہ بات ہے کہ بہ تفریق رکھیں نہ پے درپے اس لئے ظہیریہ میں لائے ہیں کہ ہر ہفتہ میں دو روزے رکھنا مستحب ہے اور جدا جدا رکھنے سے یہی مراد ہے۔ (عالمگیری)۔

سیزدہم۔ ماہ ذی الحجہ کے یکم سے نویں تک کے نو روزے۔ (سفر)۔ لیکن روزہ عرفہ کا حجاج کے لئے اگر ضعف نہ لاوے تو مستحب ہے ورنہ مکروہ اور ایسا ہی ہے حکم روزہ ترویہ کا یعنے ذی الحجہ کے آٹھویں کا حجاج کے باب میں کیونکہ یہ ہر دو روزہ اُن کے لئے مشقت سفر کے ہیں (عالمگیری)۔

ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عرفہ کا دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے یعنے سال گذشتہ و سال آئندہ کا (سفر)

مسئلہ

اگر عرفہ کے روز قضا یا نذر یا کفارہ کی نیت سے اور بھی عرفہ کے نیت سے روزہ رکھا جاوے تو بعضے علما کہتے ہیں کہ وہ روزہ ہر دو قسم کا ہوتا ہے (حموی) برابر ہی سوائے انکے پانچ روزے تمام سال میں ہزار ہی ہیں یعنے ہر روزہ کا ثواب ہزار روزوں کے ثواب کے

پہلا روزہ بائیسویں ۲۲ محرم ۱ کا کہ جبرئیل علیہ السلام نے اوس دن امامت سرور دو عالم

۱؎ معارج النبوۃ میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام بائیسویں ۲۲ محرم کو پنجوقتہ نماز میں اوّل وقت نازل ہو کر امامت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئے بدستور دوسرے روز بھی پنجوقتہ نماز میں آخر وقت نازل ہو کر امامت کئے تا ہر نماز کی ابتدا اور انتہا کا وقت معلوم ہو جاوے ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

دوسرا روزہ۔ ربیع الاول کی بارھویں کا کہ وفات اُس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں واقع ہوئی۔

تیسرا روزہ۔ رجب کی ستائیسویں کا کہ جس کی شب میں معراج اس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی ہے۔

چوتھا روزہ۔ پچیسویں ذیقعدہ کا کہ جس میں خانۂ کعبہ کی تعمیر شروع ہوئی تھی۔

پانچواں روزہ۔ اٹھارویں ذی الحجہ کا کہ جس میں تعمیر بیت اللہ شریف کی تمام ہوئی تھی۔ خلاصۃ الاوراد۔

تشریح سوم حرام اور مکروہ روزوں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ تمام سال میں پانچ روزے حرام ہیں یعنے روزہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کا اور اس کے بعد کے تین روز کا جو ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ مجمع البرکات۔ اور روزے مکروہ بہت ہیں۔

پہلا صومِ وصال یعنے پے در پے دو روز تک روزہ رکھنا اور درمیان کی شب میں مطلق افطار نہ کرنا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ صومِ وصال مکروہ ہے۔ اور بحر العلوم فرماتے ہیں کہ صومِ وصال حرام ہے۔ اور شرح سفر السعادۃ میں ہے کہ صومِ وصال نزدیک امام اعظمؒ کے جائز نہیں۔

دوسرا صومِ صمت یعنے روزہ کا تمام وقت کوئی بات بھلی ہو یا بری ہو نہ کرنا۔ (در مختار)۔

تیسرا روزہ روزِ نوروز کا قصداً (در مختار)۔

چوتھا روزہ روزِ مہرجان کا قصداً (در مختار)۔

اگر یہ دو نوروز اتفاقاً روز معتاد سے برابر پڑ جائیں تو روزہ اُن میں مکروہ نہیں (عالمگیری)۔

پانچواں صوم الدہر یعنے تمام سال متواتر روزے رکھنا بحر العلوم فرماتے ہیں کہ ایامِ ممنوعہ میں بھی افطار نہ کرکے تمام سال متواتر روزے رکھنا حرام ہے اور ایامِ ممنوعہ کو چھوڑ کر رکھنا مکروہ ہے۔

چھٹا روزہ اوّل ہفتے کا تنہا اگر اتوار بھی اس کے ساتھ ملا کر اُن دونوں روز کی تعظیم کا ارادہ نہ رکھے روزہ رکھا جاوے تو مضائقہ نہیں (عالمگیری)۔

ساتواں رمضان کا چاند دیکھنے کے آگے ایک یا دو یا تین روز استقبال کی نیت سے یا نیت مشکی سے روزہ رکھا ہو (در مختار)۔

مسئلہ

اگر کوئی شخص پنجشنبہ کے روز روزہ رکھنے کی عادت رکھتا ہو اور آخرِ شعبان پنجشنبہ ہی واقع ہو یا ہر مہینے کے آخر میں دو تین روزے رکھنے کی عادت رکھتا ہو اور اسی نیت سے روزہ رکھا ہو تو مضائقہ نہیں (ارکان) بلکہ افضل و اولیٰ ہے (در مختار) غرض صوم وصال مکروہ تحریمی ہے اور باقی چھے قسم کے روزے مکروہ تنزیہی ہیں (ارکان)۔

تشریح چہارم مشتمل دو کیفیت پر

کیفیت اوّل بیان میں اُن چیزوں کے جو روزے کو مکروہ کرتے ہیں

پہلا۔ چکھ کر تھوک دینا بلا عذر فرض روزے میں پر نفل میں مکروہ نہیں (عالمگیری)
دوسرا۔ چبا کر تھوک دینا کوئی چیز بلا عذر (عالمگیری)۔
تیسرا۔ بوسہ لینا اگر خوف انزال یا جماع کا ہو (برجندی)۔
چوتھا۔ چوسنا عورت کے لب کو جس کو تقبیل فاحش کہتے ہیں (عینی شرح ہدایہ)
پانچواں۔ مباشرت فاحشہ اگر خوف انزال یا جماع کا ہو۔ (در مختار)۔
بعضے کہے ہیں کہ مباشرت فاحشہ اگر انزال یا جماع سے بے خوف ہو تو بھی
مکروہ ہے یہی صحیح ہے (عالمگیری)۔
مباشرت فاحشہ اُس کو کہتے ہیں کہ عورت و مرد ہر دو برہنہ ہو کر باہم یکجا
اس طرح لیٹیں کہ ذکر مرد کا ظاہر فرج پر عورت کے لگا رہے (عالمگیری)۔
چھٹا۔ جھوٹ بولنا (ارکان)۔
ساتواں۔ فحش بات زبان سے نکالنا (ارکان)۔
آٹھواں۔ لڑنا جھگڑنا (شرح سفر السعادۃ)۔
نواں۔ غیبت کرنا۔ (ارکان)
دسواں۔ نمامی یعنی چغلی کھانا (شرح صراط مستقیم)۔
گیارھواں۔ ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا (ارکان)۔
بارھواں۔ ٹھنڈا کپڑا بدن پر ڈالنا (ارکان)۔
تیرھواں۔ پانی فقط سر پر ڈالنا۔ یہ بات نزدیک ابی یوسف رح
کے مکروہ نہیں۔ یہی اظہر ہے (عالمگیری)۔
چودھواں۔ شہد یا روغن کی خریدی کے وقت بغیر ضرورت کے چکھ کر

تھوک دینا (سراجیہ)۔

پندرھواں۔ خارج از وضو خشکی کی نیت سے کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا

(عالمگیری)۔

سولھواں۔ منھ میں پانی دیر تک رکھنا۔ (مجمع البرکات)۔

سترھواں تھوک منھ میں جمع کر کے نگلجانا (مجمع البرکات)۔

اٹھارواں۔ پانی میں پاؤں سرد کرنا (عالمگیری)۔

انیسواں۔ شرمگاہ کی نجاست کو حد سے اندر بڑھا کر دھونا (سراج الوہاج)

کیفیت دوسری۔ روزہ مکروہ نہ کرنے والوں کے بیان میں

پہلا۔ زینت کا قصد نہ کر کے ادائے سنت یا تجمل کی نیت سے آنکھوں میں سرمہ لگانا اگر زینت کے قصد سے لگایا جاوے تو صائم اور غیر صائم دونوں کے لئے مکروہ ہے (عالمگیری)۔

بحر العلوم ارکان میں فرماتے ہیں کہ مزا سرمے کا اگر حلق میں پایا جاوے یا رنگ اوس کا تھوک میں آوے تو کچھ حرج نہیں اس واسطے کہ آنکھ اور حلق کے درمیان سوراخ نہیں بلکہ مسام میں جو چیز کہ مسامات سے داخل بدن ہووے روزے کو کسی طور سے نقصان نہیں دیتی۔

دوسرا سر کے بالوں اور داڑھی اور موچھوں میں روغن ملنا (مجمع البرکات)

تیسرا۔ مسواک کرنا تر ہووے یا سوکھی قبل زوال ہو یا بعد اس کے (سراجیہ) لیکن ابو یوسف رح کے نزدیک پانی میں ترکی ہوئی مسواک کا کرنا مکروہ ہے اور ظاہر الروایت میں مکروہ نہیں لیکن درخت کی تازہ و تر شاخ سے مسواک کرنا

بالاتفاق مکروہ نہیں (عالمگیری)۔
چوتھا۔ عورت مرد باہم دیگر گلے لگنا اگر خوف انزال یا جماع کا نہ ہو یا مرد بہت بڈھا ہو
ویسا ہی بوسہ لینا اگر خوف انزال یا جماع کا نہو۔ (عالمگیری)۔
پانچواں۔ جس چیز کو خریدنا چاہیں اُس کو چکھنا بشرطیکہ نہ چکھنے میں احتمال دغا کا ہو (برجندی۔ عالمگیری)۔
چھٹا۔ گلاب کا پھول یا عطر سونگھنا (مجمع البرکات)۔
ساتواں۔ چکھنا سالن وغیرہ کا عذر پر جیسا شوہر یا آقا بدخلق ہووے اور ویسا ہی چبانا روٹی وغیرہ سخت چیز کا عذر پر جیسا چھوٹے بچے کے لئے ایسی حالت میں کہ سوائے سخت روٹی کے دودیا کوئی نرم غذا موجود نہ ہو اور چبانے کے لئے کوئی بے روزہ شخص بھی حاضر نہ ہو (عالمگیری)۔
آٹھواں سینگیاں لگانا اگر خوف ضعف کا نہ ہو اگر ہو تو مکروہ ہے۔ پس لازم ہے کہ غروب تک تاخیر کرے۔ لیکن شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ مکروہ تب ہے کہ اس ضعف سے حاجت روزہ توڑنے کی پڑے ایسا ہی ہے حال فصد کا (عالمگیری)۔
نواں۔ عورت و مرد باہم دیگر مس کرنا اگر خوف انزال یا جماع کا نہ ہو وگرنہ مکروہ ہے (عالمگیری)۔
دسواں۔ غسل کرنا ٹھنڈے پانی سے ہو یا گرم پانی سے ویسا ہی کُلّی کرنا یا ناک میں پانی لینا بغیر وضو کے یا پانی میں غوطہ لگانا (بحر الرائق)۔
گیارھواں۔ ٹھنڈک کے لئے بھیگا کپڑا سر پر یا بدن پر لپیٹنا اس واسطے کہ

ابوداؤد کی حدیث میں آیا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیاس یا گرمی کے غلبہ سے روزے کی حالت میں سر مبارک پر پانی ڈالتے تھے اور عبداللہ ابن عمرؓ روزہ رکھ کے کپڑا پانی میں بھگو کے بدن پر لپیٹ لئے تھے۔ درمختار میں اسی کو مفتیٰ بہ کہا ہے۔

باب دوم

اس میں دو فصلیں ہیں

فصل اوّل

روزہ نہ توڑنے والے کاموں کے بیان میں

پہلا۔ روزہ دار کا پانی پینا فراموشی سے (ہدایہ)۔

دوسرا۔ کچھ کھا جانا سہو سے (وقایہ)۔

تیسرا۔ جماع کرنا روزہ کو بھول کر (کنز)۔

چوتھا۔ عورت کے فرج یا منھ کی طرف شہوت کی نظر کرنے سے انزال ہونا (عالمگیری)

پانچواں۔ استعمال روغن کا بالوں میں یا بدن میں کرنا (ہدایہ)۔

چھٹا۔ سرمہ آنکھ میں لگانا اگرچہ مزہ اس کا حلق میں پایا جاوے۔ (درمختار)

ساتواں۔ غیبت کسی کی کرنا (تنویر الابصار)۔

آٹھواں۔ خود بخود قے ہونا منھ بھر کر ہووے یا کم اُس سے باہر نکل جاوے یا از خود اُلٹ کر پھر پیٹ میں جاوے لیکن ابی یوسفؒ کے پاس اگر منھ بھر آیا اور

از خود اُلٹ گیا تو روزہ ٹوٹتا ہے (ارکان)۔

نواں۔ احتلام یعنے خواب میں جماع کرنا یا انزال ہونا (ہدایہ)۔

دسواں۔ بالقصد تھوڑی سے قے کرنا ابی یوسفؒ کے قول پر لیکن امام محمدؒ کے پاس اس صورت میں روزہ ٹوٹتا ہے (درمختار)

گیارھواں۔ سوراخ میں ذکر کے پانی یا تیل ٹپکانا (درمختار)

بارھواں۔ صبح تک بے غسل رہنا اگرچہ تمام روز بھی رہے مرد ہووے یا عورت (درمختار)۔

تیرھواں۔ کان میں پانی ٹپکانا (ارکان)۔

چودھواں۔ باوجود یاد رہنے روزے کے دھواں یا غبار یا مکھی از خود حلق میں جانا (درمختار)۔

پندرھواں۔ عطر یا دوسری کچھ خوشبو کا سونگھنا (السراج المنیر)۔

سولھواں۔ اگر خوف انزال کا نہ ہو تو بوسہ لینا (درمختار)

سترھواں۔ مس کرنا عورت کو جو انزال کو نہ پہنچاوے (درمختار)۔

اٹھارواں۔ گیہوں کا دانہ یا کوئی چیز تل کے دانہ برابر منہ میں ڈال کر چبانا بشرطیکہ مزہ اس کا حلق میں پایا نجاوے اگر پایا جاوے تو روزہ فاسد ہو (درمختار۔ قاضیخان)

اُنیسواں۔ سینگیاں لگانا روزے کی حالت میں (ارکان)۔

بیسواں۔ پانی منہ میں لینا اور ٹھاس اس کی حلق میں پانا (عینی شرح ہدایہ)

اکیسواں۔ دوا آنکھ میں ڈالے اگرچہ مزہ اس کا حلق میں پاوے (عالمگیری)

بائیسواں۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا اگرچہ سردی اس کی باطن میں پائی جائے

(درمختار)۔

تئیسواں۔ غوطہ لگانا پانی میں اگرچہ پانی کانوں میں گھس جائے (عینی)۔

چوبیسواں۔ پسینہ یا آنسو ایک دو قطرے حلق میں جاوے (عالمگیری)۔

پچیسواں۔ دانتوں میں اٹکی ہوئی چیز جو چنے کے دانے سے کم ہو نگل جانا بشرطیکہ شب کی اٹکی ہوئی ہووے (عینی شرح ہدایہ)۔

چھبیسواں۔ فراموشی سے بالقصد منہ بھر کر قے کرنا (عینی)

ستائیسواں۔ اگر بالقصد منہ بھرنے سے کم قے کیا اور پھر اس کو نگل گیا صحیح روایت پر (درمختار)۔

اٹھائیسواں۔ اگر منہ بھرنے سے کم بالقصد قے کیا اور از خود الٹ کر پیٹ میں گئی (تنویر الابصار)۔

انتیسواں۔ دوا یا غذا فقط زبان سے چکھا اور مزہ اس کا حلق تک نہ گیا (عینی)

تیسواں۔ افطار کا قصد کرنا اور روزہ توڑنے والا کوئی کام نہ کرنا۔ (عالمگیری)۔

اکتیسواں۔ ناک میں ڈالا ہوا پانی حلق میں اتر جاوے (قنیہ)۔

بتیسواں۔ نگلنا اس تھوک کا جس کا ایک حصہ منھ سے نکلچکا تھا اور دوسرا حصہ منھ میں باقی تھا لیکن اگر پورا منھ کے باہر ہو جاوے تو ایسے تھوک کو پھر منھ میں لیکر نگلنا روزہ کو توڑتا ہے (عالمگیری)۔

تینتیسواں۔ فصد لینا۔ (عینی)۔

چونتیسواں۔ مباشرت فاحشہ کرنا بغیر انزال کے (ارکان)۔

پینتیسواں۔ طلوع فجر کے شک کے وقت سحر کرنا۔ (ارکان)۔

چھتیسواں۔ جماع کرنا چارپایہ یا مردے سے یا غیر قُبل و دُبر میں مانند شکم اور ران اور ناف کے یا جلق مارنا بشرطیکہ ان تمام صورتوں میں نوبت انزال کی نہ پہنچے (درمختار)۔

سینتیسواں۔ سہواً جماع شروع کیا اور بمجرد یاد آنے روزے کے ذکر کھینچ لیا یا قریب طلوع صبح جماع شروع کیا اور بمجرد طلوع کے ذکر کھینچ لیا اگرچہ بعدہ انزال بھی ہوا کیونکہ یہ انزال حکم میں احتلام کے ہے۔ اگر ان دونوں صورتوں میں انزال ہونے تک توقف کیا تو علما کو اختلاف ہے اس باب میں بعض کہتے ہیں کہ اس پر قضا ہے فقط بغیر کفارے کے۔ اور بعض تفصیل کئے ہیں اس طور پر کہ اگر بلا حرکت انزال تک توقف کیا ہو تو اس پر قضا ہے فقط۔ اگر کچھ حرکت بھی کیا ہو تو کفارہ بھی لازم ہے (مجمع البرکات)۔

ولیکن صاحب بدائع نے کہا ہے کہ توقف اور حرکت ہر دو کیا پر انزال نہ ہوا تو بھی قضا و کفارہ ہر دو ہے اسی بات کو طحطاوی نے ترجیح دیا ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک فقط توقف بغیر انزال کے سبب قضا کا ہے اور انزال کے ساتھ کفارہ بھی لازم کرتا ہے۔

اڑتیسواں۔ نگل جانا اس تراوت کا جو بعد کلی کے منہ کے تھوک سے ملی ہوئی رہتی ہے (مجمع البرکات)۔

اُنتالیسواں۔ نگلنا اس بلغم کا جو دماغ سے حلق کی طرف پہنچا ہو۔ (مجمع البرکات) ولیکن اولیٰ یہ ہے کہ اس کو تھوک دے تاکہ روزہ نہ جاوے۔ امام شافعی کے نزدیک (مراقی الفلاح)۔

چالیسواں۔ کوئی پتھر زخم کے راہ سے پیٹ کے اندر یا بھیجے تک پہنچا ہو (برجندی)

اکتالیسواں۔ کسی پتلی چیز کے تراوت بالوں کی جڑوں سے باطن بدن میں پہنچے۔ (شرح ابی المکارم)۔

بیالیسواں۔ بوسہ دیوے چارپایہ کو یا فرج کو اس کے مس کرے اگرچہ انزال بھی ہووے (درمختار)۔

ترتالیسواں۔ مرد کو انزال ہووے جبکہ عورت نے اس کو مس کیا ہو۔ ولیکن مرد کے جانب سے کچھ حرکت نہ ہوئی ہو (مجمع البرکات)۔

چوالیسواں۔ دانتوں کا تھوڑا سا خون حلق میں اُترے اور شکم تک نہ پہنچے۔ (تنویر الابصار)۔

پینتالیسواں۔ دانتوں کا خون تھوک سے ملا ہوا پیٹ تک پہنچے بشرطیکہ تھوک غالب ہووے۔ اگر ہر دو برابر یا خون غالب رہے تو روزہ فاسد ہوتا ہے (درمختار) ولیکن طحطاوی کے قول سے خون تھوک پر غالب ہونے کی صورت میں بھی روزہ نہیں جاتا۔

چھیالیسواں۔ مُنھ کا تھوک نگلے (قاضی خان)۔

سینتالیسواں۔ بات کے وقت لبوں پر آیا ہوا تھوک نگلے۔ (درمختار)۔

اڑتالیسواں۔ سوکھی اُنگلی قُبل یا دُبر میں داخل کرے۔ اگر تر ہووے تو روزہ ٹوٹے (درمختار)۔

انچاسواں۔ مُنھ کے تھوک میں آنکھوں کے سرمہ کا اثر دیکھے (مجمع البرکات)۔

پچپاسواں۔ بیرنگ تاگا صاف کرنے کیلئے تھوک بھرے ہوئے مُنھ میں دوبارہ کھینچا اور وہ تھوک نگلا اگر رنگدار ہوا اور اثر اسکا تھوک میں آوے اور وہ تھوک قصداً نگلے تو روزہ فاسد ہو جائیگا (درمختار)۔

اکاونواں۔ اگر نمازی پر سجدہ کرے اور دم لینے کے وقت ریزے اس کے حلق میں جاویں (خزانۃ الاکمل)۔

لیکن فتاوی العصر میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں روزہ ٹوٹتا ہے۔

باونواں۔ اگر تیر شکم میں گھسے اور ایک طرف اس کا باہر رہے (عالمگیری)۔ اگر اس کو کھینچ لیوے اور بھال اس کی پیٹ میں رہجائے تو روزہ ٹوٹتا ہے (درمختار)۔

ترپنواں۔ سوکھی ہڑ منھ میں لیکر چوسے اور اس کی تاثیر کچھ تھوک میں نہ آوے تو ویسے تھوک کو نگلے (عالمگیری۔ قاضی خان)۔

قاعدۂ کلیہ۔ جو چیز کہ کھانا اس کا مقصود نہ ہو بے اختیاری سے حلق میں اُترجاوے جیسے غبار یا بھنگا وغیرہ تو اُس سے روزہ نہیں ٹوٹتا (عالمگیری)

فصل دوسری

روزہ توڑنے والے امور کے بیان میں

اس میں ایک مقدمہ اور دو مبحث ہیں

مقدمہ بیان میں کفارہ کے

جاننا چاہیئے کہ رمضان شریف کے مہینے میں بعد نیت کے بغیر بیمار ہونے کے یا بغیر حیض و نفاس آنے کے جان بوجھکر قصداً روزہ توڑنے سے کفّارہ لازم ہوتا ہے (درمختار) پر نفل روزہ یا قضاء رمضان وغیرہ یا روزہ نذر کا یا کفارے کا یا دوسرا کوئی واجب روزہ عمداً توڑنے سے فقط قضا لازم آتی ہے کفّارہ لازم نہیں ہوتا۔ (برجندی)۔

قاعدۂ کلیّہ

کفّارہ لازم ہونیکا

روزہ توڑے تو کفّارہ لازم ہونے کے لئے نو شرطیں ضروری ہیں

پہلی روزہ توڑنے والا عاقل بالغ ہو۔

دوسری بغیر زور و زبردستی کسی صاحب اختیار کے اپنی خواہش و اختیار سے روزہ توڑنا۔

تیسری بغیر کسی عذر مثل بیماری یا حیض و نفاس وغیرہ کے توڑنا۔

چوتھی وہ رمضان کا ادا روزہ ہو۔

پانچویں نیّت اس روزے کی صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے کی گئی ہو نہ بعد۔

چھٹی نیّت میں رمضان کا ادا روزہ رکھتا ہوں بصراحت ٹھیرالینا۔ پس اگر رمضان ہی میں نیّت مطلق روزے کی یا نفل یا قضا یا اور کسی دوسرے واجب کی ہو تو ایسے روزے کو توڑنے سے کفّارہ لازم نہیں آتا۔

ساتویں روزے کو جماع سے یا غذا یا دوا کی قسم کی چیز سے توڑنا۔

آٹھویں روزہ توڑنے کے قبل بھول سے روزہ توڑنے والا کام اُس روز نہ کیا ہو۔

نویں روزہ توڑنے کے پہلے یا پیچھے ایسا کوئی عذر پیدا نہ ہووے کہ جس سے روزہ توڑنا مباح ہوجاوے جیسا بیماری یا حیض وغیرہ کا آنا۔ پس اگر ان نو شرطوں میں سے ایک بھی فوت ہوجاوے تو کفّارہ لازم نہیں آتا فقط قضا واجب ہوتی ہے۔

(بحر الرائق۔ نہر الفائق۔ طحطاوی)۔

مسئلہ

اگر کسی نے عمداً روزہ توڑا اور حاکم کے جبر سے یا اپنے اختیار سے اسی دن سفر شروع کیا تب بھی اس پر کفارہ لازم ہے ظاہر الروایت میں (قاضیخان)۔

مسئلہ

اگر کسی نے روزہ رکھکر کام و کاج میں ایسی محنت کی کہ بیمار ہو گیا اور روزہ توڑا تو اس پر کفارہ لازم آتا نہیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ لازم آتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں (در مختار)۔

مسئلہ

جن صورتوں میں کہ شرعاً کفارہ واجب نہیں ہوتا اُن میں یہ بھی شرط ہے کہ اس طور کا توڑنا مکرر صادر نہ ہو اگر مکرر صادر ہوتا رہے تو اس شخص کی زجر و تنبیہ کے لئے کفارہ واجب ہوتا ہے (در مختار)۔

مسئلہ

روزہ رمضان کا کفارہ ایک غلام یا لونڈی کو جو اندھی یا نادان یا گونگی یا ہاتھ پاؤں کی معذور نہ ہو آزاد کرنا ہے مومن ہو یا کافر اگر قدرت نہ ہو تو ایسے دو مہینے پے درپے روزے رکھنا ہے کہ جس میں نہ عید آئے نہ ایام تشریق پھر اگر ان دو مہینوں میں عذر سے ہووے یا بغیر عذر کے ایک روز بھی روزہ چھوڑے تو پھر نئے سر سے پورے دو مہینے کے روزے رکھنے چاہیئے عورت اپنے حیض کے دنوں میں روزہ چھوڑے اور پاک ہوتے ہی بلا فصل روزہ شروع کرے اگر ایک روز بھی وقفہ کرے تو اس پر بھی نئے سر سے شروع کرنا لازم ہوگا (شرح ابی المکارم)۔

اگر روزوں کی طاقت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا کفارہ ہے وہ مسکین

مسلمان ہوں یا ذمی کافر (سراجیہ)۔

لیکن ابو نصر محمد ابن سلام نے فتویٰ دیا ہے اس بات پر کہ اگر کوئی دولتمند عمداً روزہ توڑے تو لازم ہے کہ متواتر ساٹھ روزے رکھے بردہ آزاد نہ کرے کیونکہ بردہ آزاد کرنا اس پر سہل ہے اور مقصود شارع کا کفارہ سے زجر و تنبیہ ہے پس وہ حاصل نہیں ہوتا مگر روزے رکھنے میں (طحطاوی)۔

مسئلہ

اگر کفارے میں کچا اناج دے تو گیہوں ایک مسکین کو آدھا صاع دے جو ایک سو ساڑے اکیس تولے وزن میں ہوتا ہے اور جو یا خرما دے تو پورا ایک صاع شرعی جو دو سو تینتالیس تولے وزن میں ہوتا ہے دے یا قیمت اس کی نقد بانٹ دے یا کھانا پکا کر بھوکے ساٹھ مساکین کو دو وقت کھلا دے خواہ صبح و شام یا شام و صبح یا دو صبح یا دو شام لیکن دونوں وقت پیٹ بھر کے کھلانا چاہیئے اور پہلے وقت جن مساکین کو کھلایا جاوے دوسرے وقت بھی اُنہی مساکین کو کھلانا ضرور ہے یا ایک وقت کھلاوے اور دوسرے وقت کا کھانا اُن کے حوالہ کر دے یا ایک مسکین کو دو وقتہ ساٹھ روز تک پیٹ بھر کے کھلایا کرے (در مختار)۔

ولیکن پیٹ بھروں کے کھلانے کا اعتبار نہیں ہے اگرچہ حرص سے وہ بھوکوں کی مانند کھاویں (طحطاوی)۔

مسئلہ

اگر ساٹھ مسکین کا کھانا پکایا اور ایک مسکین کو دے ڈالا تو ایک مسکین کا حساب ہوا باقی ذمہ پر ہیں (در مختار)۔

مسئلہ

اگر کچا اناج ساٹھ مسکین کا ایک مسکین کو ساٹھ دفعہ کرکے دیا تو اس میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ ایک مسکین کا حساب ہوا۔ باقی باقی ہیں۔ اور بعضوں کے نزدیک کفارہ پورا ادا ہو گیا (برجندی)۔ مگر صاحبِ تنویر الابصار نے پہلے قول کو صحیح لکھا ہے۔

مسئلہ

اگر کسی نے ایک رمضان یا دو یا زیادہ میں سے متعدد روزے توڑے ہوں اور پہلے روزے کا کفارا نہ دیا ہو تو اس کے لئے ایک کفارہ توڑے ہوئے سب روزوں کے واسطے کافی ہے فقط قضا ہر ایک روزے کی علیحدہ علیحدہ رکھنا۔ اور مختار بعضوں کے نزدیک یہ ہے کہ اگر روزہ جماع سے توڑا ہو تو ایک کفارہ کافی نہ ہوگا ورنہ کافی ہے (درمختار)۔

اور عالمگیری میں لکھا ہے کہ دو رمضانوں میں بھی روزہ جماع سے ہی توڑا ہو اور پہلے کا کفارہ نہ دیا ہو تو ہر ایک روزے کے لئے جو جماع سے توڑا گیا ہو ایک کفارہ واجب ہوگا۔

مسئلہ

ہدایہ میں لکھا ہے کہ روزہ توڑنے کا گناہ بدون کفارے کے فقط توبہ سے بخشا نہ جائیگا۔ لیکن بحر الرائق میں غایۃ البیان سے نقل کیا گیا ہے کہ فقط توبہ سے بغیر کفارے کے یہ گناہ جو کہ اللہ اور بندے کے درمیان ہے بخشا جاتا ہے واللہ اعلم۔

مبحثِ اوّل

اُن صورتوں کے بیان میں کہ جس سے قضا وکفّارہ ہر دو لازم ہوتے ہیں

پہلا قصداً جماع کرنا زندہ آدمی سے جو مشتہٰے ہو قُبل یا دُبر میں انزال ہو یا نہ ہو۔ (درمختار)

مشتہٰے سے مراد وہ انسان ہے کہ ہنوز بالغ نہ ہوا ہو لیکن بسبب قریب ہونے ایام بلوغ کے اور ظاہر ہوئے آثار رنگینی کے اُس کا چہرہ دیکھنے سے شہوت حرکت میں آئے اور دل جماع پر راغب ہو۔

دوسرا۔ جماع کرا لینا قبل یا دبر میں انزال ہو یا نہ ہو (درمختار)۔

تیسرا۔ کھانا یا پینا کوئی غذا یا دوا (وقایہ)۔

چوتھا کسی نے ایسا فعل کیا جو درحقیقت مفسد صوم نہیں ہے لیکن ناواقفی مسئلہ سے اوس نے یہ سمجھ لیا کہ روزہ ان حرکات سے فاسد ہو گیا اور بلا دریافت مسئلہ عمداً کوئی چیز کھا لی تو قضا وکفارہ اس پر دونوں لازم ہوے لیکن ان صورتوں میں سہو سے کوئی مفتی معتمد نے روزہ ٹوٹنے اور افطار کر دینے پر اس کو فتویٰ دیا ہو یا خود اُسی شخص نے کوئی حدیث شریف کے ظاہر معنی پر نظر کر کے اور تاویل نہ سمجھ کر افطار کر دیا ہو تو کفارہ اُس سے ساقط ہوگا فقط قضا اُس کے ذمہ رہے گی (درمختار)۔

لیکن چلپی میں لکھا ہے کہ اس صورت میں بھی کفّارہ واجب ہوتا ہے۔

پانچواں۔ دوسرے آدمی کا تھوک نگلنا (درمختار)۔

چھٹا۔ باسی اور بدبو گوشت عمداً کھانا (عینی)۔

ساتواں۔ کچا گوشت یا چربی عمداً کھانا (عالمگیری)

آٹھواں۔ گیہوں یا کوئی دوسری مٹی جو دوا میں مستعمل ہے عمداً کھانیا (عالمگیری)۔

بخلاف دوسری مٹی کے کہ اگر اس کو کھانے کی عادت رکھتا ہو تو کفارہ بھی ہے

ورنہ فقط قضا ہے (طحطاوی)۔

نواں۔ صبح طلوع ہونے پر ظنِ غالب تھا اور طلوع نہ ہونے پر بھی کچھ گمان تھا ایسی حالت

سحر کیا بعدہ معلوم ہوا کہ اس وقت فی الحقیقت صبح ہو چکی تھی (ارکان)۔

پر قنیہ میں علمائے حامی سے نقل کیا ہے کہ ایسی صورت میں فقط قضا ہے

کفارہ نہیں۔

دسواں۔ غروب آفتاب میں شک ہونے پر روزہ افطار کر دیا بعدہ معلوم ہوا کہ ہنوز

آفتاب غروب نہیں ہوا (ارکان)۔

گیارھواں۔ آفتاب غروب نہ ہونے کا ظنِ غالب ہونے پر بھی روزہ افطار کر دیا

بعدہ آفتاب کا غروب ہونا یا غروب نہ ہونا کوئی امر متحقق نہ ہو (عالمگیری)۔

بارھواں۔ کچا بادام عمداً نگلنا (عالمگیری)۔

تیرھواں۔ دو آدمی گواہی دیتے تھے کہ صبح طلوع ہوی اور دو کہتے تھے کہ نہیں ہوی

ایسے وقت میں سحر کیا بعدہ تحقیق ہوا کہ اس وقت صبح طلوع ہو چکی تھی باتفاق (شرح الی المکارم)

یہ اس واسطے ہے کہ جب ایک مقدمے میں ثبوت اور نفی کے گواہ برابر ہیں تو شریعت

میں ثبوت کو تقدیم ہے نفی پر پس یہاں طلوع صبح کی گواہی ثبوت کی تھی اسکو نفی پر مقدم

نکرنے سے کفارہ لازم آیا۔

چودھواں اپنے کو آپ زخمی کر کر روزہ توڑنا۔ (درمختار)

پندرھواں۔ نمک کھانا مذہب مختار یہی ہے کہ قضا و کفارہ ہر دو لازم ہونگی (شرح الی المکارم) لیکن بعضوں کے نزدیک اگر تھوڑا کھایا تو فقط قضا ہے اور بہت کھایا تو کفارہ بھی واجب ہے (شرح الی المکارم)

سولھواں۔ دیوانی عورت کے ساتھ جماع کرنا (برجندی)۔

سترھواں۔ بالغ عورت کا نابالغ لڑکے یا مجنون سے جماع کرانا (برجندی)۔

اٹھارھواں۔ بھونی ہوئی جو کھانا اگر کچی کھایا تو فقط قضا ہے (مجمع البرکات)

انیسواں۔ خود بخود قے ہونے سے روزہ ٹوٹگیا سمجھ کے عمداً کچھ کھا لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک قضا و کفارہ دونوں لازم آئینگے عالم ہو شکنندہ روزہ یا جاہل لیکن ابو یوسف رح کے نزدیک جاہل پر فقط قضا ہے۔ (مجمع البرکات)

بیسواں۔ روٹی یا برف یا گار یا ملٹا یا زعفران یا غالیہ یا کافور یا مشک یا دودھ یا شکر یا پانی مہودن کا یا زنگ کسنب کا عمداً کھانا یا پینا۔ (عالمگیری)

اکیسواں۔ آٹا عمداً کھایا امام محمد رح کے پاس و لیکن ابی یوسف رح کے پاس فقط قضا ہے نہ کفارہ بعضے کہتے ہیں کہ امام محمد رح کے پاس فقط قضا اور ابی یوسف رح کے پاس کفارہ بھی ہے (قاضیخان)

بائیسواں۔ بعد صبح کاذب کے سحر کرنا اور روزہ ٹوٹ گیا سمجھ کے بعد طلوع صبح صادق کے بھی کچھ کھا لینا۔ (قنیہ)۔

تئیسواں۔ کوئی شخص رمضان کے مہینے میں معصیت کے قصد سے مٹی یا ڈھیلے سے دو بار روزہ توڑے تو زجر و تنبیہ کیلئے اسپر قضا و کفارہ ہر دو واجب ہوتے ہیں (قنیہ)

چوبیسواں اپنی زوجہ کے جبر سے رمضان میں دنکو جماع کرنا (واقعات حسامیہ)

لیکن عالمگیری میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں فقط قضا ہے کفارہ نہیں۔

پچیسواں۔ اگر عورت طلوع صبح صادق جان بوجھکر مرد سے مخفی رکھا جماع کروائے پس عورت پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں اور مرد پر فقط قضا ہے۔ (واقعات حسامیہ)

چھبیسواں۔ کسی نے سرمہ لگایا یا بدن کو روغن ملا یا غیبت کی یا اوسکو احتلام ہوا یا بیداری میں نظر شہوت کی سبب سے انزال ہوا پس روزہ توٹ جانے کے گمان سے عمداً کچھ کھالیا یا پی لیا یا جماع کیا (احکان)

ستائیسواں مردہ یا چارپایہ سے دخول کیا پر انزال نہوا یا عورت کو دیکھنے سے یا شہوت کا خیال ولمیں لانے سے انزال ہوا یا سوکھی انگلی دبر میں داخل کیا یا سوکھی لکڑی کا ایک سر دبر میں داخل کیا دوسرا سرا اپنے ہاتھ میں رکھا اور روزہ توٹ جانے کے گمان سے عمداً کچھ کھالیا پس اگر عالم ہو تو قضا و کفارہ ہر دو ہے اور اگر جاہل ہے تو فقط قضا ہے۔ (قاضیخان)۔

اٹھائیسواں۔ مسواک کیا اور روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے کچھ کھالیا۔ (عالمگیری)

انتیسواں۔ خربوزے کا پوست کھانا اگر کچا ہووے اور طبیعت انسا کی اس سے نفرت کرے تو کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

تیسواں۔ تپ کی باری کے روز بعد نیت کے تپ آنے کے گمان سے روزہ توڑا اور اس روز تپ نہیں آئی۔ (قاضیخان)۔

اکتیسواں۔ حیض کی باری کے روز حیض آنے کے گمان سے روزہ توڑے اور اس روز حیض نہ دیکھے۔ (قاضیخان)۔

بتیسواں غسل کیا اور روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے عمداً کچھ کھا لیا (قاضیخان)
تینتیسواں شکر یا مصری کا ڈلا چوسا اور پانی حلق تک پہنچا (عالمگیری)۔
چونتیسواں کچا بادام یا اخروٹ چبا کر کھایا (قاضیخان)
پینتیسواں دانہ انگور چبا کر کھایا یا بغیر چبائے نگلا (عالمگیری)
چھتیسواں پستہ مغز کے ساتھ کھایا (عالمگیری)
سینتیسواں خارج سے ایک تل کا دانہ یا گیہوں کا دانہ یا تخم خربوزہ نگل گیا (قاضیخان، شرح ابی المکارم۔ عالمگیری)۔
اڑتیسواں جوار کا ڈنٹھل چبا کر رس پیا (سراج الوہاج)

مبحث دوم

اُن صورتوں کے بیان میں کہ جن سے فقط قضا لازم ہوتی ہے نہ کفارہ

پہلا روزہ یاد رہنے پر کلی کرتے وقت پانی کا بے اختیاری سے حلق میں جانا (شرح ابی المکارم)
دوسرا بہ جبر واکراہ جابر کچھ کھا لینا (عالمگیری)۔
تیسرا۔ پچکاری سے کوئی دوا پاخانہ کی راہ سے پیٹ میں داخل کرنا بروایت صحیح لیکن بعضوں کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہے (قاضیخان)۔
چوتھا کوئی چیز پانی یا دوا کی قسم سے ناک میں ڈالنا (درمختار)۔
پانچواں۔ کوئی چیز دوا کی قسم سے قطرہ قطرہ کان میں ڈالنا اگر فقط پانی اس طور سے کان میں ڈالا جائے تو روزہ باقی رہتا ہے بالاتفاق (چلپی)
چھٹا بعد نیت کے مسافر ہو کے روزہ توڑنا (مجمع البرکات)۔

ساتواں۔ زخم سر یا شکم میں تر دوا ڈالی جائے اور وہ دماغ یا پیٹ تک پہنچی (ھدایہ)

عالمگیری میں لکھا ہے کہ روزے کے افساد کے لئے کوئی دوا ہو پیٹ یا دماغ تک پہنچنا شرط ہے تری وخشکی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر معلوم ہو کہ سوکھی دوا اندر پہونچگئی تو روزہ فاسد ہے اور اگر تحقیق ہو کہ گیلی دوا اندر نہیں پہونچی تو روزہ باقی ہے۔ اور اگر پہونچنا یا نہ پہونچنا کوئی بات کی تحقیق نہ ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ دوا تر تھی یا خشک۔ تر ہو تو امام صاحب کے نزدیک روزہ فاسد ہو جائیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک باقی اور خشک ہو تو بالاتفاق باقی رہے گا۔

آٹھواں۔ روزہ یاد رہنے پر بالقصد منھ بھر کر قے کرنا (در مختار)۔

نواں۔ سحر کرنا رات کے گمان سے اور واقع میں صبح طلوع ہو چکی ہو یا افطار کرنا مغرب کے گمان سے اور حقیقت میں دن باقی ہو (تنویر الابصار)۔

دسواں۔ بھول کر کچھ کھانا یا پینا یا جماع کرنا بعدہ روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے عمداً اور کچھ کھالیا تو بالاتفاق فقط قضا ہے اگر بالیقین ٹوٹ گیا سمجھ کے افطار کر دیا تو صاحبینؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی کفارہ ہے لیکن امام صاحب کے نزدیک فقط قضا ہے یہی صحیح ہے (قاضیخاں)۔

گیارھواں۔ نیند کی حالت میں کوئی عورت جماع کر ڈالی (تنویر الابصار)

بارھواں۔ تمامی رمضان میں نہ نیت روزے کی کیجاے نہ افطار کی بلکہ فقط امساک کیا جائے (ھدایہ)۔

ولیکن عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ یہ بات ہر مسلم پر ٹھیک نہیں کس واسطے کہ جو مسلمان کہ تندرست اور مقیم ہو تو اور رمضان کے روزے ترک کرنے کی عادت رکھنے والا نہ اس پر اس صورت میں قضا نہ لازم ہوگی کیونکہ حالت اسلام دلیل کافی ہے نیت پر مگر جو شخص کہ

بیمار یا مسافر نے رمضان میں ترک صوم کی بدعادت والا ہو تو ایسے شخص کے لئے البتہ فقط حالت اسلام نیت پر دلیل نہ ہوگی اور قضا لازم آئیگی۔

تیرھواں روزے کی نیت نہیں کی تھی ایسے میں صبح ہوگئی پھر کچھ کھالیا قصداً (تنویر الابصار)

چودھواں۔ اگر زوال سے اوّل نیت کرکے بایں خیال کہ رات سے نیت نہ کرنے سے روزہ صحیح نہیں ہوا کچھ کھاپی لیا تو امام صاحبؒ کے نزدیک فقط قضا لازم ہے اور صاحبین کے نزدیک کفارہ بھی لازم آتا ہے (چلپی)

پندرھواں۔ مینھ کا قطرہ یا اولا یا برف کا ٹکڑا حلق میں اُتر گیا (ھدایہ)۔

سولھواں۔ جماع کیا مری ہوی عورت یا چھوٹی لڑکی سے جو شہوت انگیز نہ ہو یا چار پائے سے یا غیر قبل و دبر میں جیسا ران یا شکم میں یا مصافحہ کیا یا بوسہ دیا یا ہاتھ سے چھوا یا موٹھ مارا اپنے ہاتھ سے یا غیر کے ہاتھ سے تو ان سب صورتوں میں انزال ہوا (در مختار) پر اگر چھوا کپڑے کے آسرے سے اور انزال ہوا تو دیکھا چاہیئے کہ بدن کی گرمی کو پایا ہے یا نہیں۔ اگر پایا ہے تو روزہ فاسد اور قضا لازم ورنہ روزہ باقی ہے ویسا ہی اگر عورت کے بدن پر ہاتھ ڈال کے چھیڑ چھاڑ کیا ایسے میں منی اپنے مکان سے شہوت کے ساتھ نکلنے کی لذت پایا پر انزال خارج میں نہوا اور شہوت ٹھہر گئی ذکر سست ہوگیا بعدہٗ منی نکلی تو دیکھا چاہیئے اگر پیشاب کرنے کے یا سو اُٹھنے کے یا مشی کے بعد نکلی ہو تو نہ روزہ فاسد ہے نہ غسل واجب بالاتفاق اگر ان تین کاموں میں سے ایک کے بھی پہلے نکلی ہو تو امام اعظم رح اور محمد رح کے پاس روزہ فاسد اور غسل واجب ہے قضا لازم ہوگی۔ اور ابو یوسف رح کے نزدیک نہ روزہ فاسد ہوا نہ قضا لازم ہوئی (تبئین)۔

سترھواں۔ اگر تھوکا تو ظاہر الروایت میں فقط قضا ہے اور بعض روایات میں کفارہ بھی آیا ہے (مجمع البرکات)۔

اٹھارھواں۔ آنکھ کا پانی یا پیشانی کا پسینہ اتنا نگلا کہ کھاری پنا اس کا تمام منہ میں پایا جائے (عالمگیری)۔

اُنیسواں۔ سونا یا روپا یا موتی یا دوسرے جواہر یا دانتوں میں اٹکا ہوا گوشت چنے کے دانے برابر یا اُس سے زیادہ حلق میں اُتار لے (عینی شرح ھدایہ)۔

بیسواں۔ افطار کرنا ایسے وقت میں کہ دو شخص مغرب نہ ہونے پر اور دو ہونے پر گواہی دیتے تھے مگر واقع میں مغرب کا وقت ہوا نہیں تھا تو بالاتفاق قضا ہے کفارہ نہیں (درمختار)۔

کیونکہ شریعت میں دعوے کے دونو جانب کے گواہ برابر رہنے کی صورت میں اثبات کو نفی پر تقدم ہے پس مغرب ہونے پر جو گواہی دی گئی وہ اثبات کی تھی اسلئے منظور کرنے والے سے کفارہ ساقط ہوا۔

اکیسواں۔ زوال سے اوّل مسافر وطن کو آیا یا دیوانہ تندرست ہو گیا اور اُس نے نیّت روزے کی کر لی بعدہ عمداً جماع کیا (عالمگیری)۔

بائیسواں۔ سحر کیا ایسی حالت میں کہ ایک آدمی نے گواہی دی طلوع صبح پر اور دو شخصوں نے برعکس اس کے گواہی دی لیکن حقیقت میں صبح طلوع ہو گئی تھی (عالمگیری)

تیئیسواں۔ پتھر یا کنکر یا ڈھیلا یا مٹی یا خرمے کا بیج یا روئی یا گھانس یا کاغذ یا اخروٹ یا بادام یا انڈا یا انار مع پوست یا دانہ مونگ یا مسور یا چانول کا بغیر چبائے نگل لیا (عالمگیری)

چوبیسواں۔ غیر معشوق کا تھوک نگلا (مجمع البرکات)۔

پچیسواں۔ نیند کی حالت میں پانی پی لیا (مجمع البرکات)۔

چھبیسواں۔ دانت میں اٹکا ہوا گوشت چنے کے دانے سے کم یا اپنا تھوک یہ ہر دو منھ کے باہر نکال کر پھر کھا لیا یا پی لیا (در مختار)۔

ستائیسواں۔ غروبِ آفتاب میں باوجود شک ہونے کے افطار کر لینا بعدہٗ حقیقتِ واقعی اس کی کچھ نہ معلوم ہو تو قضا لازم ہوگی اور نزدیک فقیہ ابو جعفر کے ایسی حالت میں کفارہ بھی ہے (عالمگیری)۔

اٹھائیسواں۔ تنباکو کا دھواں بالقصد حلق میں داخل کرنا (ارکان)۔

اُنتیسواں۔ لوہا کھانا (ہدایہ)۔

تیسواں۔ بالیقین مغرب ہوی سمجھ کر افطار کیا یا بالیقین شب باقی ہے خیال کر کے سحر کیا بعدہٗ دونوں صورتوں میں بھی غلطی ظاہر ہوی (ارکان)۔

اکتیسواں۔ دو عورت باہم دیگر چپٹ بازی کریں انزال ہونے کی صورت میں روزہ فاسد اور قضا لازم ہوگی اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا (عالمگیری)۔

بتیسواں۔ صائم بھول کر کوئی چیز کھانے لگے اُس وقت دوسرا شخص یاد دلاے کہ تو روزہ دار ہے اُس پر بھی اُس کو روزہ یاد نہ آیے اور وہ کھالے بعدہ یاد آجاے کہ روزہ دار ہوں (شرح ابی المکارم)

تینتیسواں اپنی دُبر میں لکڑی کا ٹکڑا پورا داخل کر لیا اگر ایک سرا اُس کا باہر رہا تو روزہ باقی ہے۔ ایسا ہی اگر فرج داخل میں روئی کی بتی یا پھویا پورا داخل کر لے اگر کچھ حصّہ فتیلے یا پھوے کا فرج خارج میں بھی باقی رہ جاے تو روزہ باقی رہیگا ورنہ روزہ فاسد اور قضا لازم ہوگی (شرح ابی المکارم)۔

چونتیسواں۔ کوئی مرد روزہ دار جبر واکراہ سے حاکم یا زبردست کے جماع کرے (عالمگیری)۔
پینتیسواں۔ کوئی زن روزہ دار جبر واکراہ سے حاکم وغیرہ کے جماع کروالے خواہ بعد اسکے راضی ہوگئی ہو یا نہو (عالمگیری)۔
چھتیسواں۔ مکھی کو پکڑ کر عمداً کھالینا (مجمع البرکات)۔
سینتیسواں۔ اپنے ذکر کو علاج کیا اپنے ہاتھ سے یا غیر کے ہاتھ سے اور انزال ہوا (مجمع البرکات)۔
اڑتیسواں۔ خمیر کا آٹا کھالینا (قاضیخان)۔
انتالیسواں۔ قطرہ قطرہ پانی یا تیل اپنی فرج میں ڈالے (در مختار)۔
چالیسواں۔ غوطہ کے وقت پانی کا حلق میں جانا (عالمگیری)۔
اکتالیسواں۔ کسی شخص نے کوئی چیز کھانے کی پھینکی وہ روزہ دار کے حلق میں گئی (عالمگیری)۔
بیالیسواں۔ کوئی مرد اپنی عورت کو کہے دیکھ صبح طلوع ہوی یا نہیں وہ دیکھکر کہی کہ نہیں پس اس کے ساتھ جماع کیا بعد اس کے تحقیق ہوا کہ اس وقت فجر طلوع ہو چکی تھی پس مرد پر کفارہ نہیں فقط قضا ہے (عالمگیری)۔
ترتالیسواں۔ سحر کرتے وقت ایک جماعت گواہی دی کہ صبح طلوع ہوی پس وہ شخص روزہ ٹوٹ گیا سمجھ کے اس کے بعد بھی کچھ کھا لیا بعدہ معلوم ہوا کہ پہلا کھانا اس کا طلوع فجر کے آگے تھا اور دوسرا کھانا بعد طلوع کے تو فقط قضا لازم ہوگی اور اگر ایک آدمی کی گواہی پر اس طور کا عمل کیا گیا ہو تو کفارہ بھی لازم ہے (عالمگیری)۔
چوالیسواں۔ ذکر پر کپڑے کی دھجیاں لپیٹ کر جماع کیا اور انزال ہوا اگر حرارت

فرج کی ذکر تک پہنچنے کو وہ دھجیاں مانع ہوتی ہوں تو فقط قضا ہے ورنہ کفارہ بھی لازم آئیگا (قنیہ)۔

پینتالیسواں۔ اگر کوئی شخص گوشت کی بوٹی تاگے سے باندھ کے حلق میں لیجائے اگر جلد کھینچ لے تو روزہ باقی رہیگا ورنہ قضا لازم ہے (عالمگیری)۔

چھیالیسواں۔ طہارت کے وقت پچکاری سے پانی پہنچنے کی حد تک پانی پہنچ جائے اس قدر مبالغہ سے دھونا (عالمگیری)۔

سینتالیسواں۔ لکڑی کا ٹکڑا پورا حلق میں لیگیا اگر کچھ ایک اس سے باہر باقی رہا تو روزہ باقی ہے (عالمگیری)۔

اڑتالیسواں۔ غیر کا چبایا ہوا لقمہ اپنے حلق میں اُتار لینا (عالمگیری)۔

انچاسواں۔ سر دھونے کی مٹی کھا لینا اگر اُس کو مٹی کے کھانے کی عادت بھی ہو تو کفارہ بھی لازم آئیگا (عالمگیری)۔

پچاسواں۔ طلوع فجر کے بعد منہ میں سحر کا باقی رہا ہوا لقمہ منہ کے باہر نکالکر پھر حلق میں اُتار لینا یا بھول کر روٹی کا ٹکڑا دن کو چبا رہا ہو ایسے میں روزہ یاد آنے سے منہ کے باہر نکالا اور پھر منہ میں ڈالکر نگلا اگر ان دونوں صورتوں میں باہر نہ نکال کے منہ میں ہی نگل لیا جاوے تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی ہے (عالمگیری)۔

شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے جس شخص کو اگال سے کھانے نفرت نہو تو وہ اگر چبایا ہوا لقمہ منہ سے نکالکر ہاتھ میں لیکر پھر منہ میں داخل کر کے نگل جاوے تو کفارہ بھی لازم ہوگا (نہر الفائق)۔

یہ اس واسطے ہے کہ

قاعدۂ کلیہ

جو چیز کہ طبیعت انسان کی اس سے نفرت کرے ویسی چیز نگلنے سے فقط قضا ہے بغیر کفارہ کے۔ پس منہ میں کا لقمہ جب باہر نکالا تو اگال ہوا اور اگال ہے اگرچہ اپنا ہی ہووے طبیعت انسان کی نفرت کرتی ہے بخلاف اس لقمے کے جو منہ میں ہی رکھا ہو کہ اسکو اگال نہ کہینگے اور طبیعت انسان کی اس سے نفرت نہیں کرتی اس لئے منہ کے باہر نکالے ہوئے لقمہ کو کھانے سے فقط قضا ہے اور منہ کا منہ میں ہی نگلا سو لقمے کو کفارہ بھی ہے فافہم واللہ اعلم۔

اکانواں۔ از خود منہ بھر کر تے آئے اور قصداً اسکو نگل جائے اگرچہ تی بری دہن سے کم ہو تو روزہ باقی رہیگا قضا لازم نہ آئیگی۔ (تنویر)۔

باونواں۔ کیڑے پڑے ہوئے مُردار کھانے سے فقط قضا لازم آتی ہے اگر کیڑے نہ پڑے ہوں تو کفارہ بھی لازم ہے۔ (قاضیخاں)۔

ترپنواں۔ ریشم صاف کرنے منہ میں لیکر سوتیا اور اسکا رنگ تھوک میں آیا وہ تھوک نگلا۔ (عالمگیری)۔

چوپنواں۔ سالم پستہ حلق میں اتارنا اگر چبا کر نگلا ہو تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی ہے۔ (عالمگیری)

پچپنواں۔ جہاد کرنے والا ضعف کے خوف سے افطار کرے اتفاقاً اس دن جنگ نہو (عالمگیری)۔

قاعدۂ کلیہ

جو چیز کہ غذا کے طور سے یا دوا کے طور سے اسکو نہ کھاتے ہوں جیسا پتھر یا مٹی تو اسکے کھانے سے فقط قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں آتا۔ (مجمع البرکات)۔

خاتمہ چند فوائد ضروری کے بیان میں

فائدہ پہلا

روزے کے چند ضروری صورتوں کے بیان میں

مسئلہ

اگر کسی شخص نے کہا خدا کے واسطے ہے مجھ پر روزہ تو لازم ہوتا ہے اس پر ایک روزہ اگر روزے کی جگہہ کہے روزے۔ تو لازم ہوتے ہیں اس پر تین روزے (درمختار)

مسئلہ

کسی نے نذر کیا کہ سال کے افضل ایام میں روزہ رکھونگا تو وہ ذی الحجہ کے غرے سے عرفے تک ۹ نو روزے رکھے۔ یا نذر کیا کہ سال کے افضل یوم میں روزہ رکھونگا تو عرفے کے روز روزہ اسپر واجب ہوا۔ یا نذر کیا کہ ہفتے کے افضل یوم میں روزہ رکھونگا تو جمعہ کے روز روزہ اس پر واجب ہوا (غنیۃ الطالبین بالسنۃ)۔

مسئلہ

غازی اگر جانے کہ رمضان میں دشمن سے جنگ ہوگی اور روزے میں خوف ضعف کا ہے تو افطار اس کے تئیں جائز ہے (عالمگیری)۔

مسئلہ

کوئی کسب والا اگر خیال کرے کہ روزہ رکھ کر کسب میں مشغول ہوا تو اس کو ایسا ضرر پہنچیگا کہ جس کے سبب افطار درست ہو جائیگا تو اس کو جب تک ظاہر میں ویسا

ضرر نہ پہونچے فقط خیال سے روزہ کا چھوڑنا درست نہیں۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ

اگر روزے کی حالت میں ایسی بیماری آوے کہ اگر روزہ نہ توڑیں اور دوا نہ پئیں تو بیماری بڑھ جاوے تب روزہ توڑنا درست ہے (ارکان)۔

ایسا ہی حکم پیاس اور بھوک کا جو ہلاکت کو پہنچاوے اور سانپ وغیرہ کے زہر کا اور حاکم وغیرہ کے جبر کا ہے (درمختار)۔

مسئلہ

اگر کوئی شخص رمضان کا ایک روز یا چند روز یا تمامی مہینا بیہوش رہے جس روز میں یا اس کی رات میں بیہوشی رفع ہو اس کے سوائے باقی کے تمامی ایام کے روزے قضا کرنا چاہئیے کس واسطے کہ جس روز میں یا اس کی رات میں بیہوشی دفع ہوگئی ہو نیت کرنے کو وقت ملسکتا ہے البتہ نیت کرلی ہوگی اور بیہوشی میں امساک بھی پایا گیا ہے پس وہ روزہ محسوب ہے باقی کے ایام میں بیہوشی کے سبب بالیقین نیت کو وقت نہیں ملا ہے۔ پس وہی باقی قضا کرنے چاہئیے۔ اور اگر بیہوشی موقوف ہونے کے دن یا اس کی رات میں آپ نیت نہیں کیا تھا خود بیمار کو یاد ہو یا اس کے حلق میں یا ناک میں لوگوں نے کچھ غذا یا دوا وغیرہ ڈالے ہو تو وہ روزہ بھی قضا کرنا چاہئیے (درمختار)

مسئلہ

اگر کوئی شخص رمضان کی پہلی شب سے آخری تاریخ کے زوال شرعی تک دیوانہ رہے اور روزہ کی نیت کرنے کا اُس کو مطلق ہوش نہ ہو تو بعد صحت کے ایک روزہ کی قضا بھی اُس پر واجب نہوگی کسواسطے کہ روزہ کے فرض ہونے کا سبب پانا انسان عاقل

بالغ کا ہے رمضان سے ایک ایسے جزو کو کہ جس میں نیت کو وقت ملے خواہ وہ جزو دن ہو یا شب سے پس اس مجنون کو حالت عقل میں ایسا جزو رمضان کا نہ ملنے سے فرضیت ساقط اور قضا مرفوع ہے۔ پھر اگر رمضان میں کوئی ایک روز ہو یا ایک شب یا آخری تاریخ میں نیت کا وقت باقی رہتے ہوئے صحیح العقل ہو گیا تو روزے اس رمضان کے قضا کرے جیسا رمضان کے اول میں یا اوسط میں یا آخر میں کوئی ایک شب یا روز صحیح الدماغ رہا باقی کے ایام دیوانگی میں گذرے یا اول شب سے آخری تاریخ کے چاشت تک دیوانہ رہا بعدہ اسی روز قبل زوال شرعی صحیح ہو اس ہوا تو ان سب صورتوں میں تمام روزے قضا کرے کیونکہ نیت کو وقت مطلق نہ ملنے کے موافق تمامی مہینہ دیوانہ نہیں رہا ہے (درمختار)۔

لیکن مختار فخر الاسلام کا یہ ہے سبب فرضیت کا روزے کے پانا ہے عاقل بالغ کا رمضان کے ہر روز سے ایک ایسے جزو کہ جس میں شروع کرنا روزے کا ہو سکے نہ نیت کا اور وہ صبح کے طلوع سے زوال شرعی کے کچھ آگے تک ہے اب اس تعریف سے شب کا پانا سبب فرضیت کا نہ ٹھہرا پس اگر مجنون اس تمامی مہینے میں کوئی ایک روز بعد زوال شرعی یا کوئی ایک شب قبل طلوع صبح ہشیار و صحیح ہو جاوے اور پھر وقت طلوع فجر مجنون ہو جاوے تو ایسے شخص سے بھی روزوں کی قضا مرفوع ہے۔ مختار اور صحیح اسی قول کو کہا ہے ہدایہ میں (طحطاوی)۔

تنبیہ

جاننا چاہیے کہ عذر چار طور پر ہے

ایک یہ کہ اکثر اوقات زمانہ دراز تک نہیں رہتا ہے جیسا خواب یعنے نیند تو

ایسے معذور سے عبادات اصلاً ساقط نہیں ہوتے۔

دوسرا[2] یہ کہ زمانۂ دراز تک رہتا ہے جیسے طفلی یعنے بچپن تو ایسے معذور سے سب عبادتیں رفع عذر تک ساقط ہوتی ہیں۔

تیسرا[3] یہ کہ اکثر نماز کا وقت گئے تک رہتا ہے جیسا بیہوشی تو اگر کامل ایک شبانہ روز رہے تو نماز کو ساقط کرنے کا عذر ہو سکتی ہے نہ روزے کو کیونکہ روزے کا وقت رمضان کا تمام مہینا ہے اور اتنی دراز بیہوشی بہت نادر ہوگی کس واسطے کہ بیہوشی میں کھانا پینا ممکن نہیں۔ پس ایک ماہ کامل بے آب و خور بیمار کیونکر زندہ رہ سکتا ہے اگر زندہ رہا تو نادر ہے پس حکم شرعی اکثر پر ہے نہ نادر پر۔

چوتھا[4] یہ ہے کہ کبھی نماز اور روزہ دونوں کا وقت گذر جانے تک رہتا ہے اور کبھی نہیں جیسے جنون۔ پس اگر وہ نماز اور روزہ دونوں کے وقتوں میں رہا تو دونوں کو ساقط کر دیتا ہے ورنہ ساقط نہیں کرتا (طحطاوی)

چونکہ ماہِ رمضان کو نماز تراویح بھی لازم ہے اس لئے یہاں تھوڑا بیان تراویح کا لکھا جاتا ہے۔

دوسرا فائدہ

تراویح کے بیان میں

تراویح جمع ہے ترویحہ کی معنے ترویحہ کا راحت لینا ہے چونکہ اس نماز میں بعد دو دو دوگانوں کے بقدر چار رکعت پڑھنے کے راحت لینا مستحب ہے اس لئے دو دوگانوں کو ایک ایک ترویحہ کہتے ہیں اور تمام نماز کا نام تراویح رکھا گیا ہے۔ رمضان شریف

کے چاندرات سے آخری تاریخ کی شب تک عشا کے سُنّت اور وتر کے مابین ہر شب دس یعنی دوگانے دس سلام سے جماعت کے ساتھ ہوں یا بغیر جماعت کے مردوں اور عورتوں دونوں کو ادا کرنا سنّت[1] موکدہ ہے ہر ترویح کے بعد بقدرِ چار رکعت ادا کرنے کے توقف کرنا چاہیئے تسبیح پڑھے یا خاموش بیٹھے اور یہ مناجات مانگے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ یَا خَالِقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا رَحِیْمُ یَا جَبَّارُ یَا خَالِقُ یَا بَارُّ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا کَرِیْمَ الْمَعْرُوْفِ وَیَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ اَحْسِنْ اِلَیْنَا بِاِحْسَانِكَ الْقَدِیْمِ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝ اہل مکہ اس وقفہ کے وقت میں ایک طواف کرتے ہیں اور اہل مدینہ علٰحدہ چار رکعت نفل تنہا تنہا ادا کرتے ہیں پانچ دوگانوں کے بعد نصف تراویح میں دم لینے کے واسطے بیٹھنا مکروہ ہے (کافی)۔

مسئلہ

وقت تراویح کا بعد فریضۂ عشا کے قریب صبح تک ہے مگر بعد نصف شب کے ادا کرنا اس کا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں (عالمگیری)

مسئلہ

تاخیر تراویح کی ثلث یا نصف شب تک مستحب ہے (عالمگیری)

---

[1] تراویح کے سنّت موکدہ کا ثبوت خود فعل صحابہ رض سے ہے۔ اگر کسی کو اس مسئلہ میں تشفی درکار ہو تو رسالہ مؤلفۂ حاجی نعمت اللہ نقشبندی المسمّٰی بالقیام فی لیالی الصیام کے مطالعہ سے تشفی ہو سکتی ہے۔
نفع عام کے لئے یہ رسالہ کتب خانۂ آصفیہ میں داخل کر دیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ

جماعت اس میں سنّت کفایہ ہے اگر اہل محلہ میں سے بعض آدمی گھر میں پڑھ لیں تو مضائقہ نہیں اگر تمام لوگ ایسا ہی کریں اور مسجد کو نہ جائیں تو سب گنہگار ہونگے (محیط)

مسئلہ

جو شخص کہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں اور اس کے آنے سے اکثر حاضر ہوتے ہوں اور نہ آنے سے جماعت کم ہوتی ہو تو ایسے شخص کو جماعت چھوڑنا سزاوار نہیں (سراج الوھاج)۔

مسئلہ

اگر گھر میں با جماعت تراویح ادا کی جائے تو فضیلت جماعت کی حاصل ہو جائیگی لیکن مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی یہی صحیح ہے (عالمگیری)۔

مسئلہ

اجرت دیکے گھروں میں تراویح کے واسطے امام مقرر کرنا لوگوں پر مکروہ ہے کیونکہ یہ اجرت فاسد ہے۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ

ایک امام کو دو مسجدوں میں دو مرتبہ پوری تراویح ادا کرنا جائز نہیں لیکن مقتدی کو روا ہے (عالمگیری)۔

مسئلہ

اگر امام اپنے گھر میں عشا اور تراویح اور وتر ادا کرکے پھر مسجد میں امامت کی نیت سے تراویح کا امام بنا تو امام پر مکروہ ہے اور درست ہے مقتدیوں کو۔ ہاں اگر بغیر قصد

امامت نماز کی نیت باندھے اور قیام تمام کرکے رکوع میں جائے ایسی حالت میں
اگر ثالث تراویح کی نیت سے اسکی اقتدا کرلیں تو دونوں کے لئے کراہت نہیں۔
(عالمگیریؒ)۔

مسئلہ

تراویح تابع ہے فریضۂ عشا کی پس اگر عشا اور تراویح اور وتر ادا کرکے یاد
آیا کہ فریضہ عشا کا سہواً بے وضو ادا کیا تھا مگر تراویح اور وتر با وضو پڑھا تھا تو فرض
کے ساتھ تراویح بھی دوبارہ پڑھے سوائے وتر کے۔ کیونکہ وہ ہمارے مذہب پر
تابع فرض نہیں ہے برخلاف امام شافعیؒ کے (عالمگیری)۔

مسئلہ

سنّت یہ ہے کہ تمامی رمضان میں امام ایک قرآن تراویح میں ختم کرے اور مقتدی
دل حاضر رکھ کر سُنیں۔ پس لوگوں کی کسل و کاہلی کے سبب ہرگز ختم ترک نکرنا چاہیئے (کافی)
اور اگر دو ختم کرے تو فضیلت اور اگر تین کرے تو افضل تر ہے (عالمگیری)
ترتیب اس کی یہ ہے کہ اگر ہر رکعت میں دس آیتیں پڑھی جائیں تو تمام رمضان میں ایک ختم
اگر بیس آیتیں پڑھی جائیں تو دو ختم۔ اور اگر تیس آیت پڑھی جائیں تو تین ختم
ہوتے ہیں (محیط)۔

مسئلہ

اگر محلہ کی مسجد میں ختم قرآن نہ ہوتا ہو یا امام بہت تصنع اور راگ کے طور پر پڑھتا ہو
یا بد آواز ناگوار قرأت والا ہو تو اس کو چھوڑ کے دوسری مسجد کو جانا روا ہے (عالمگیری)

مسئلہ

اہل مسجد پر لازم ہے کہ درست پڑھنے والے کو امام بنا دیں نہ خوش آواز کو کیونکہ اسکے آواز میں دل لگ جاکے خشوع اور خضوع اور تدبر سے جو قرآن کی سماعت سے مقصود ہے باز رہجاتے ہیں (قاضی خان)۔

مسئلہ

اگر امام حافظ قرآن میسر نہو تو ہر پہلی رکعت میں کوئی سورہ قصار مفصل اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے۔ یا اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے آخر قرآن تک دو بار پڑھے تا ہر رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھی جاوے اور اس کا حکم بھی ختم قرآن کا ہی ہے یہ قول احسن ہے (تجنیس)۔

مسئلہ

اگر تراویح میں سے ایک یا دو دوگانے یا تمام تراویح فوت ہو جاے اور شب گذر جاوے تو اوس کی قضا نہیں (عالمگیری)۔

مسئلہ

افضل یہ ہے کہ فرض اور تراویح اور وتر تینوں کے لئے ایک ہی شخص امامت کرے یا فرض و وتر کی امامت ایک شخص اور تراویح کی امامت دوسرا شخص کرے۔ اور اگر نفس تراویح دو امام سے پڑھے تو بھی روا ہے ولیکن امام کا بدلنا ترویح ترویح کو ہووے نہ دوگانے دوگانے کو کیونکہ وہ خلاف مستحب ہے (عالمگیری)۔

مسئلہ

عاقل نابالغ پسر کی امامت تراویح اور نوافل میں بعضوں کے نزدیک درست ہے لیکن عامۂ مشائخ کے نزدیک درست نہیں (محیط)۔

مسئلہ

بعد سلام دوگانے کے رکعتوں میں جماعت میں اختلاف پڑے یعنے بعضے کہیں تین اور بعضے دو تو ایسی صورت میں امام اپنے یاد پر عمل کرے اگر اس کو بھی شک رہے تو جماعت میں جس کو قوی الحفظ سمجھتا ہو اُس کے قول پر عمل کرے (قاضیخان)۔

مسئلہ

اگر ایک دوگانے میں یا ایک ترویح میں شک آوے اور اختلاف پڑے تو اسکو بلا جماعت تنہا تنہا ادا کرلیں (محیط)۔

مسئلہ

اگر ایک دوگانہ یا ترویح فوت ہو جاوے مقتدی سے اور اس کو ادا کرے تک وتر جماعت سے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو وتر جماعت کے ساتھ پڑھنے کے بعد چھٹی ہوئی نماز ادا کرلے اسی پر فتویٰ ہے ظہیر الدین کا (خلاصہ)۔

مسئلہ

اگر تراویح امام کے ساتھ پڑھے اور ہر دوگانے کی نیت تازی نکرے فقط تکبیر تحریمہ باندھتا جاوے تو روا ہے (سراجیہ)۔

مسئلہ

جماعت پر گرانی آنے کے اندیشہ سے امام قاعدے میں درود کے بعد کی دعائے ماثورہ چھوڑ کر سلام پھیر دے تو روا ہے (نہایہ)۔

مگر درود کا چھوڑنا یا جلدی کرنا ادا ارکان میں یا قرأت میں ایسا کہ ترتیل چھوٹ جاوے مکروہ ہے (سراجیہ)۔

مسئلہ

ہر ترویح کے ہر دوگانے میں قرأت بانٹ کے پڑھے اگر پہلے میں کم دوسرے میں زیادہ یا برعکس پڑھے تو بھی مضائقہ نہیں لیکن ایک ہی دوگانے میں پہلی رکعت میں کم دوسری میں زیادہ پڑھنا خلافِ مستحب ہے۔ (قاضیخان)۔

مسئلہ

ہر دوگانے میں لفظ تراویح کو نیت میں داخل کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ سب دوگانے ملکر ایک تراویح ہے (قاضیخان)۔

مسئلہ

جب کوئی آیت یا سورہ قرأت میں چھوٹ جائے تو معلوم ہونے کے بعد چھوٹی ہوئی آیت یا سورۃ کو پہلے پڑھ لے جہاں سے آئندہ پڑھنا ہو وہاں سے شروع کرنا مستحب ہے تا ترتیب برابر رہے (قاضیخان)۔

مسئلہ

جب کسی سبب سے کوئی دوگانہ اُلٹ کر پڑھنا پڑے تو اس کی قرأت کو بھی پھر پڑھے تا ترتیب بدل نہ جائے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر قرأت کو نہ دھرلے تو بھی ترتیب کو نقصان نہیں (الجوھرۃ النیرۃ)۔

مسئلہ

بغیر عذر کے تراویح بیٹھ کر پڑھنا خلاف مستحب ہے اگر پڑھے تو صحیح قول پر روا ہے ولیکن ثواب بھی آدھا ملیگا (عالمگیری)۔

مسئلہ

اگر امام کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو جماعت کو کھڑے رہکر پڑھنا چاہیئے بعضے کہتے ہیں کہ جماعت کو بھی بیٹھ کر ہی اقتدا کرنا مستحب ہے تا مخالفت امام اور جماعت میں نہ ہو (قاضیخان)۔

مسئلہ

اگر چار رکعت بدون درمیان میں قاعدہ کرنے کے یکساں پڑھے اور سلام پھیر دے تو ایک دوگانہ حساب کیا جائیگا۔ اگر تیسری رکعت میں سجدہ میں جانے کے آگے یاد آنے سے قاعدہ کرکے سلام پھیر دے یا بعدِ سجود یاد آنے سے اور ایک رکعت پڑھکے سلام پھیر دیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں بھی سمجھا جائیگا کہ ایک ہی دوگانہ ادا ہوا اور اگر دوسری رکعت میں قدر تشہد بیٹھ کے اُٹھ گیا اور بعد اس کے پھر دو رکعت پڑھکے چار پوری کرکے سلام پھیر دیا ہو تو بعضوں کے قول پر ایک ہی دوگانہ ادا ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ دو دوگانے ادا ہو گئے اور یہی صحیح ہے۔ (قاضیخان)۔

ایسا ہی ہے حکم بیس رکعت تک بھی یعنے اگر دو رکعت کے بعد ایک ایک قاعدہ کرکے آخر میں ایک ہی سلام پھیر دیا جاوے تو تراویح تمام ادا ہو جائیگی ورنہ وہ بیس رکعتیں حکم میں ایک دوگانے کے ہونگی (سراج الوہاج)۔

مسئلہ

مقتدی کا نیت باندھکر بیٹھا رہنا اور امام کے رکوع میں جانے کے وقت اُٹھ کھڑا رہنا یا نیند کا غلبہ ہوتے ہوے جماعت میں شریک رہنا مکروہ ہے جب نیند کا غلبہ ہو تو کنارے جاکے اسکو دفع کرکے جماعت میں داخل ہونا اور قرأت کے سماعت کی طرف دھیان سے پورا مشغول ہونا چاہیئے۔ (قاضیخاں)۔

مسئلہ

مقتدی امام کے ساتھ تراویح شروع کرے اور قاعدہ میں اس کی آنکھ ایسی لگ جاوے کہ امام وہ دوگانہ تمام کرکے دوسرا دوگانہ شروع کرکے قاعدہ میں بیٹھا ہو تب اسکی آنکھ کھلے اور سمجھے کہ یہ قاعدہ دوسرے دوگانے کا ہے تو لازم ہے کہ جھٹ سلام پھیر کر پھر رکعت باندھ کے امام کے ساتھ قاعدے میں شریک ہو جاوے اور تشہد تک پڑھے جب امام سلام پھیر دے تو آپ اُٹھ کھڑا ہوا اور جلد تر چھوٹے ہوئے ہر دو رکعت ادا کرکے سلام پھیر دے پھر امام کے ساتھ تیسرے دگانے میں شریک ہو جاوے (عالمگیری)۔

مسئلہ

فقط تمامی رمضان شریف ہی میں امام وتر کو جماعت کے ساتھ جہر سے پڑھنا افضل ہے (عالمگیری)۔ پس مقتدی قرأت چپ رہکر سنے مگر قنوت آہستہ پڑھے۔

مسئلہ

اگر کسی شخص نے فریضۂ عشا امام کے ساتھ نہ پڑھا ہو یا تراویح میں بھی شریک نہ رہا ہو ایسے شخص کو وتر میں اقتدا امام کی کرنا روا ہے (عالمگیری)۔

مسئلہ

اگر کوئی دوگانہ یا ترویح بھول سے چھوٹ گئی ہو اور وتر پڑھنے کے بعد یاد آ گئے تو بعضے کہتے ہیں کہ اس کو تنہا تنہا پڑھ لیویں۔ اور بعضوں کے نزدیک جماعت سے بھی پڑھنا جائز ہے (سراج الوھاج)۔

چونکہ تراویح میں قرآن شریف سارا ختم کیا جاتا ہے بسبب طوالت قرأت کے قاری سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں اس لئے اس کے تمامی صورتوں کے متعلق یہ فائدہ لکھا جاتا ہے۔

فائدہ تیسرا

زلۃ القاری کے بیان میں

زلت کا معنے لغزش ہے جو لغزش کہ نماز میں زبان سے قاری کے واقع ہو اسکو زلۃ القاری کہتے ہیں پس اُس کی چار قسم ہے کیونکہ زلت یا اعراب میں ہوگی یا حروف یا کلمات یا آیات میں۔

پہلی قسم زلۃ الاعراب میں

اعراب کا غلط پڑھنا کسی طور سے بھی ہو مفسد نماز نہیں اگرچہ معنے میں بھی تغیر آجاوے۔ باستثنار ایسے تغیر کے کہ جس کے سبب سے کفر مفہوم ہونے لگے جیسا بَارِئُ الْمُصَوِّرُ میں واو مکسور کو زبر سے پڑھا جائے یا اَنْعَمْتَ کی تار مفتوح کو پیش سے پڑھا جائے یا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ کے ذال مکسور کو فتح سے پڑھا جائے تو متقدمین کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لیکن متاخرین کے نزدیک عموم بلوے کے سبب سے فاسد نہیں ہوتی۔

پس قول میں متقدمین کے احتیاط اور قول میں متاخرین کے وسعت ہے۔ اور ایسا ہی ہے حکم تشدید کے بڑھا دینے اور چھوڑ دینے کا

دوسری قسم زلت حروف میں

حروف میں زلت پانچ طور پر ہوتی ہے

پہلی تبدل یعنے پڑھنا ایک حرف کا دوسرے حرف کی جاے۔ پس وہ غلطی سے ہوگا یا نہ پڑھ سکنے سے اگر خطا سے ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ تغیر معنے میں ہوا ہے یا نہیں اگر ہوا ہے تو نماز فاسد ہے نزدیک امام اعظم رح اور امام محمد رح کے مگر امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر ویسا لفظ قرآن میں نہ ہو تو نماز فاسد ہے ورنہ صحیح ہے مثلاً اَصْحٰبُ السَّعِیْرِ کی جاے اَصْحٰبُ الشَّعِیْرِ پڑھا جائے تو بالاتفاق نماز فاسد ہوگی کیونکہ معنی متغیر ہوا اور شعیر کا لفظ قرآن میں پایا نہیں جاتا۔ اور اگر اَصْحٰبُ الْبَعِیْرِ پڑھا جائے تو امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز فاسد ہے کیونکہ معنے میں تغیر ہوا لیکن ابو یوسف رح کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ بعیر کا لفظ قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور اگر تغیر معنے میں نہوا ہوا ور ویسا لفظ قرآن میں موجود ہو تو بالاتفاق نماز صحیح ہے جیسا مسلمون کی جاے مسلمین پڑھا جائے اور اگر موجود نہ ہو تو فاسد ہے ابی یوسف رح کے نزدیک اور صحیح ہے امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک اور بعضے قرب مخرج اور مشقت تلفظ کا اعتبار کرکے کہتے ہیں کہ مثلاً اگر طا کی جاے صاد پڑھا یا برعکس اس کے تو نماز فاسد ہوتی ہے کسواسطے کہ قرب مخرج ان دونوں میں نہیں ہے اور ہر ایک حرف کا بلا مشقت تمیز سے تلفظ کیا جاسکتا ہے برخلاف ضاد اور ظا کے کہ جو تلفظ میں ان کا جدا کرنا ایک دوسرے سے مشقت و تکلف کا محتاج ہے۔ پس اگر ضاد کی جائے ظا پڑھا جائے یا بالعکس تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی۔

شیخ ابن ہمام نے ان صورتوں میں مذہب متقدمین کو اولیٰ کہا ہے یعنے اگر تغیر

سبب کفر کا ہو جاوے تو نماز فاسد ہو گی ورنہ نہیں۔ اور اگر تبدیل حروف بسبب عجز اور نہ پڑھ سکنے کے
واقع ہو جیسا الحمد کے حا کو ہا پڑھا جاوے پس اگر مشقت اور سعی سے صحت تلفظ ممکن ہوتے
ہوئے سستی یا بے پروائی سے سعی نہ کر کے اس طور سے پڑھتا ہو تو نماز فاسد ہے
ورنہ بوجہ معذوری نماز صحیح ہوگی۔ ایسا ہی ہے حکم جملہ معذوران تلفظ کا جیسا ہکلے اور
الثغ وغیرہ ہیں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ نماز میں ایسے آیات یا سورتیں پڑھا کریں کہ جن کا
صحیح تلفظ ان کی زبان پر آسان ہو اور امامت کیا نکریں۔

دوسرا طور تقدیم و تاخیر حرف یعنے آگے کے حرف کو پیچھے اور پیچھے کے حرف کو آگے
کرنا پس اگر معنے متغیر ہوا ہو جیسا کہ قسورہ کے جاوے قوسرہ پڑھا جاوے تو نماز فاسد
ہے ورنہ امام محمد رح کے نزدیک فاسد اور ابو یوسف رح کے نزدیک صحیح ہے۔

تیسرا زیادت یعنے تلفظ میں ایک حرف زیادہ کر دینا جیسا وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ
کو وَانْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ زیادتی الف سے پڑھا جاوے یا حرکات کو ایسا کھینچنا کہ
اس سے تلفظ میں حروف علت پیدا ہو جائیں۔

چوتھا ادغام کو کھول دینا یعنے حرف مشدد کو دو حرف بنا کے پڑھنا جیسا رادَّ
کی جا رادد پڑھا جاوے تو یہ دونوں صورتوں میں اگر معنے متغیر ہوا ہو تو نماز فاسد ہے
بالاتفاق ورنہ صحیح ہے۔ عند الاکثر مگر ابی یوسف رح سے فاسد اور باقی ہر دو روایت
آئے ہیں۔

پانچواں طور نقصان یعنے چھوڑ دینا ایک حرف کو۔ پس اگر معنے متغیر ہو جاوے
جیسا مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى میں ذَكَرَ الْاُنْثٰى پڑھا جاوے اور
بیچ کے واؤ کو چھوڑ دیا جائے تو نماز فاسد ہو گی ورنہ صحیح رہے گی جیسا جاءَتْهُمْ

کے جاے میں جا آخ ھُمْ پڑھا جاے تو نماز صحیح رہیگی کسواسطیکہ معنے متغیر نہیں ہوا اور اگر نقصان نفس کلمہ کے حروف اصلی میں واقع ہوا ہو اور وہ کلمہ تین حرفی سے زیادہ ہو اور معنے متغیر ہوا ہو توامام اعظمؒ اور محمدؒ کے نزدیک نماز فاسد ہوجائیگی۔ اور ابو یوسفؒ کے قیاس پر صحیح ہوگی اور اگر وہ کلمہ تین حرفی ہو اور شرائط ترخیم اور نحو کے قاعدے سے اس میں پائے نجائیں تو نماز فاسد ہے۔ خواہ معنے بدلے یا نہ بدلے۔

تیسری قسم لغزش کلمات

وہ تین طور پر ہے

پہلا ایک کلمے کے جاے پر دوسرا کلمہ پڑھا جاے تو دیکھنا چاہیئے کہ ہر دو کلمات معنے میں قریب قریب ہیں اور مثل اس کلمہ کا قرآن شریف میں موجود بھی ہے اگر ایسا ہو تو نماز صحیح ہے بالاتفاق اگر مثل اس کلمہ کا قرآن میں موجود نہ ہو مگر معنے میں قریب ہو تو امام اعظمؒ اور محمدؒ کے نزدیک نماز صحیح ہے اور ابو یوسفؒ سے صحیح اور فاسد ہر دو روایت ہے اور اگر مثل موجود ہو مگر لانا اس کلمے کا اس جگہ میں سبب کفر کا ٹھہرے جیسا لانا غَافِلِیْنَ کا جگہہ میں اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ کے پس صحیح قول پر نماز فاسد ہوگی بالاتفاق اور اگر معنے کے قربت اور مثل دونوں امر نہوں بلکہ ذکر کے قسم سے یعنے جو چیز کہ نماز میں پڑھا جاوے جیسا تسبیح و تشہد وغیرہ کے الفاظ سے بھی نہ ہو تو بالاتفاق نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر ذکر کے قسم سے ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ بعضے جائز کہتے ہیں اور بعضے ناجائز۔

دوسرا ایک کلمے کے جاے پر غلطی سے دوسرا کلمہ شروع کیا اور اوس کو تمام کئے بغیر

پھر اُلٹ کے صحیح پڑھ لیا یا اُس غلط کلمہ کو نا تمام چھوڑ کر رکوع کر دیا تو دیکھنا چاہیے کہ جو کلمہ شروع کیا تھا اگر وہ تمام کیا جاتا تو نماز فاسد ہوتی یا صحیح رہتی اگر باقی رہتی تو اب بھی باقی ہے اگر فاسد ہو جاتی تو اب بھی فاسد ہے کس واسطے کہ کلمے کے جزو کا حکم کل کا ہے اسی کو صحیح کہا ہے قاضیخاں نے۔ پس اگر نماز توڑنے والا کلمہ شروع کر کے پھر اُلٹ کر صحیح پڑھا تو قطعاً نماز باطل ہوئی۔ و لیکن برجندی نے مضمرات سے نقل کیا ہے جبکہ نماز کی قرأت میں خطار فاحش واقع ہو اور پھر اُلٹ کر صحیح قرأت پڑھ لی جائے تو جائز ہے نماز صحیح ہوگی واللہ اعلم بالصواب۔

اور تقدیم و تاخیر کلمات کی اسی حکم میں ہے۔ پس اگر تغیر معنے میں نہ ہو تو نماز صحیح ورنہ فاسد ہے۔

تیسرا کلمے پر اور ایک کلمہ زیادہ کرنا پس اگر مثل اس کا قرآن میں ہو معنے میں تغیر نہ آئے جیسا احسانًا و برًّا تو نماز صحیح ہے اور اگر تغیر آئے اگرچہ مثل اس کا قرآن میں موجود ہو جیسا من عمل صالحًا و کفر فلہ اجرھم پڑھا جائے تو نماز فاسد ہے۔

اور اگر معنے متغیر نہ ہو اور قرآن میں اس کا مثل بھی نہ ہو تو صحیح ہے نزدیک امام اعظم و محمدؒ کے اور فاسد ہے نزدیک ابو یوسفؒ کے اور اگر اسم ظاہر کو ضمیر کی جائے پر لایا جائے تو۔ اس میں علمار کو اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک نماز صحیح اور بعضوں کے نزدیک فاسد ہوگی۔

چوتھا چھوڑ دینا ایک کلمے کا پس اگر اس سے معنے متغیر ہو تو نماز باطل ہے ورنہ صحیح

چوتھی قسم زلت آیات

جب کہ ایک آیت کی جائے میں دوسری آیت پڑھ دی جائے تو دیکھنا چاہیے

کہ معنے میں تغیر ہوا یا نہیں اگر تغیر نہیں ہوا تو صحت نماز باقی ہے بالاتفاق اگر معنے متغیر ہوا تو دیکھنا چاہیئے کہ اوپر کی آیت سے اس آیت کو ملانے کے وقت درمیان میں وقفہ کیا تھا یا نہیں اگر کیا ہو تو نماز صحیح ہے ورنہ فاسد ہے جیساکہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کہکر وقفہ کرے بعدہٗ کہے اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ تو نماز صحیح ہوگی اگر بلا وقفہ کہا ہو تو صحیح یہی بات ہے کہ نماز فاسد ہو جاویگی۔ اسی پر قیاس کرنا چاہیئے کہ بہشتیوں کے بیان میں دوزخیوں کے حال کے آیات لگا دینے کو حد وقف کتب میں صاف مذکور نہیں کہ کتنی دیر ہو شاید قدر تسبیح مراد ہو یا وقف متعارف ومشہور جس پر ظاہر عبارت دلالت کرتی ہے لیکن اگر وقف سے قدر تسبیح مراد لیویں تو اتنی وقف سے سجدہٗ سہو لازم آجائیگا۔ یہ تمامی بیان مفتاح الصلوٰۃ میں فتح القدیر اور خلاصہ سے نقل کیا ہے۔ لیکن غریب المسائل میں لکھا ہے کہ بعضے علما کہتے ہیں کہ خطار قاری سے نماز ہرگز فاسد نہیں ہوتی اور اسی طرح برجندی میں قنیہ سے ذکر کیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

پس جس جماعت میں کہ قرآن کے معانی سمجھنے والے لوگ نہوں تو وہ جماعت اسی اخیر قول پر عمل کر لے

ف۔ چونکہ ماہ رمضان شریف میں اعتکاف کا بھی حکم ہے۔ اس لئے چند مسائل اعتکاف کے لکھے جاتے ہیں۔

فائدہ چوتھا

بیان میں اعتکاف کے

معنے اعتکاف کا لغت میں مطلق ٹھہرنا ہے اور شریعت میں ٹھہرنا مسلمان مرد کا جو

پاک احتلام و جنابت سے ہو مسجد جماعت میں نیت کے ساتھ اور ٹھہرنا مسلمان عورت کا جو پاک حیض و نفاس اور احتلام و جنابت سے ہو گھر کی مسجد میں نیت کے ساتھ ٹھہرنا گھر کی مسجد سے مراد یہ ہے کہ عورات کے نماز کے لئے گھر میں جو علیحدہ جائے مخصوص ہو اگر اس طرح کی جائے مخصوص نہ ہو تو عورت جس جگہ اکثر نماز پڑھا کرتی ہو وہی جگہ اعتکاف کے لئے کافی ہے۔ پس یہ اعتکاف تین قسم پر ہے۔

پہلا واجب جیسا نذر اعتکاف کرنے کی مانی ہو۔ پس ساتھ اس کے روزہ بھی شرط ہے اگرچہ نیت میں اعتکاف کے داخل نہ کیا ہو یعنے دن کو روزہ رکھنا اور رات و دن مسجد میں ٹھہرنا واجب ہے۔

دوسرا سنت موکدہ کفایہ ہے جیسا رمضان شریف کے عشرۂ اخیر کا اعتکاف اور مراد کفایہ سے یہ ہے اگر تھوڑے آدمی کرلیں تو سب کے ذمے سے ساقط ہو جائے اور اگر کوئی نہ کرے تو ہر ایک کے ذمہ قائم رہے۔

تیسرا مستحب جو سوائے ان دو کے ہے پس معتکف پر بجز حاجت انسانی کے جیسا پائخانہ اور پیشاب اور وضو اور غسل ہے یا بغیر حاجت شرعی کے جیسا جمعہ و عیدین کی نماز ہے مسجد سے باہر نکلنا حرام ہے اور جب ان حوائج کے لئے باہر نکلے کسی سے بات چیت نہ کرے اور سوائے اپنی حاجت کے دوسرا کام بھی نہ کرے۔ پس معتکف بغیر عذر کے بھول کر بھی مسجد سے باہر نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے ایسا ہی ہے وہ عذر کہ وقوع اس کا اکثر یہ نہ ہو جیسا کسی پانی میں ڈوبتے کو بچانے کے لئے مسجد سے باہر نکلے یا مسجد کے کسی آفت سے گرنے یا چلنا شروع ہونے کے سبب سے باہر نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایسی حالت میں گناہ نہیں ہوتا لیکن قضا لازم آتی ہے

نکاح کرنا اور کھانا پینا اور خرید و فروخت جو اپنی ذات یا عورت بچوں کے لئے ہو
بغیر حاضر کرنے مال کے اور نیک بات اور حاجت پر مباح بات کا کرنا اور قرآن شریف
اور حدیث شریف اور سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قصص انبیا اور حکایات
صالحین اور علوم دین کا پڑھنا اور پڑھانا اور امور دین کی کتابت اور وعظ و نصیحت
یہ تمام کام معتکف کو مسجد میں کرنے روا ہیں (در مختار)۔

مسئلہ

اقل مدت اعتکاف کی شبانہ روز ہے اگر اس کے اندر توڑ ڈالے تو قضا کرے
پر امام محمدؒ کے پاس قضا نہیں کیونکہ اقل مدت ان کے قول پر اعتکاف نفل کی ایک
ساعت ہے (شرح وقایہ)۔

مسئلہ

وطی کرنے سے عورت کے فرج میں انزال ہو یا نہ ہو خارج مسجد ہو یا داخل۔ رات
کو ہو یا دن کو یاد سے ہو یا بھول سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ اور ایسا ہی ٹوٹتا ہے
اگر معشوق کو بوسہ دینے یا چھوانے یا رانوں میں جماع کرنے سے انزال ہو جائے
اور اگر انزال نہ ہو اور ان حرکات کے لئے خارج مسجد بھی نہ آیا ہو تو اعتکاف باقی
ہے پر حرام ہیں بیشک۔ اور اگر ذکر شہوت انگیز یا نظر شہوت خیز سے انزال ہو جائے
یا رات کا وقت کچھ نشہ کا استعمال کرے یا اعتکاف واجب میں دن کو بھول کے
روزہ کو کھانے پینے سے افطار کر دیوے یا چند عرصہ تک دیوانہ یا بیہوش رہے تو
ان سب صورتوں میں اعتکاف باقی رہے گا مگر عمداً اعتکاف واجب کا روزہ
توڑا جاوے تو روزے کے ساتھ اعتکاف بھی ٹوٹ جاتا ہے (در مختار)۔

فائدہ پانچواں

شب قدر کے بیان میں

شب قدر دائر ہے تمام رمضان کے مہینے میں بالاتفاق مگر یہ کہ کبھی مقدم ہوتی ہے اور کبھی مؤخر (درمختار)۔

بعضے کہتے ہیں کہ عشرۂ اخیر میں دائر ہے۔ اور امام شافعی رح کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ اکیسویں شب رمضان کی ہے اور امامین سے ایک روایت رمضان کی ستائیسویں شب کے باب میں بھی آئی ہے واللہ اعلم۔

مگر مشہور عام یہی ستائیسویں ہے اور معاملات میں بھی عند القاضی وہی مقبول و منظور ہے۔ پس اگر کسی نے اپنی عورت کو کہا کہ جب شب قدر آئے تو تو مطلقہ ہے پس جب رمضان کی ستائیسویں شب پہنچے تو طلاق ثابت ہو جاوے گی ایسا ہی ہے درمختار میں۔

غرض اس شب کی فضیلت تفاسیر اور حدیث شریف میں بہت مذکور ہے چنانچہ بخاری و نسائی نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ شب قدر میں قیام کرے حقتعالے اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخشیگا پس اس شب میں سو رکعت نماز پڑھنی چاہیئے۔ اگر نہ ہو سکے تو ستر پڑھیں ہر رکعت میں بعد فاتحہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا ایک بار اور بعد ختم نماز کے استغفار سو مرتبہ پڑھ کے خدائے عزّ و جل سے اپنے مقاصد چاہیں۔

اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ستائیسویں شب رمضان کی جو ایک دوگانہ

پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا ایک بار اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ پچیس ۲۵ بار تو اوسکو شب قدر کا ثواب ملیگا اور قیامت میں نور اس کا مانند نور انبیا کے ہوگا (خلاصۃ الاوراد)

جاننا چاہیئے کہ سال کے تمام راتیں اپنے بعد آنے والے دنوں کے ساتھ گنی جاتی ہیں۔ مگر عرفہ اور ایام نحر کے راتیں اپنے اوّل گذرے ہوے دنوں کے ساتھ شمار کی جاتی ہیں۔ پس جو کام کہ ان روزوں میں درست ہیں ان راتوں میں بھی درست ہیں جیسا حجاج کے لئے وقوف عرفات عرفے کے روز زوال کے بعد سے مغرب تک کرنا ہے مگر اس وقت کوئی حاضر نہوسکا تو بعد مغرب کے طلوع صبح صادق کے آگے تک بھی وقوف کرلینا درست ہے علیٰ ہذا القیاس ایام نحر کی قربانی بھی (درمختار)

فائدہ چھٹا

عید الفطر کے بیان میں

حق سبحانہ تعالےٰ اپنے فضل سے روزہ ہائے رمضان کی مشقت کے صلہ میں غرۂ شوال کو بندوں کے لئے عید مقرر کیا اور اس روز کو بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے۔ مستحب ہے کہ صبح عید کا فریضہ جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھیں اور غسل و مسواک کریں اور عود کا بخور لیں اور سرمہ لگاویں اور لباس پاکیزہ پہنیں اور خوشبو لیں اور فطرہ دیں اور تین یا پانچ یا سات کھجوروں سے افطار کریں لیکن کھانا بعد نماز کے ہی کھاویں۔ اگر خرما موجود نہ ہو تو کوئی اور میٹھی چیز افطار کے لئے کافی ہے اور عید گاہ کو تکبیر آہستہ اور ٹھہرے رہ رہ کے کہتے ہوے جائیں اور عید قربان میں تکبیر پکار کے کہنی چاہیئے اور جب مصلّے پر پہنچیں تکبیر موقوف کردیں۔ وقت عید کا

نیزے برابر آفتاب بلند ہونے سے زوال کے قریب تک ہے۔ پس اگر اثناء نماز میں زوال شمس ہو جاوے تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر بعد نماز کے خطبے میں زوال ہو تو حرج نہیں۔ چھے تکبیریں زائد نماز عیدین میں واجب ہیں۔

تین پہلی رکعت میں بعد تکبیر تحریمہ کے قرأت سے اوّل اور تین دوسری رکعت میں بعد قرأت کے رکوع سے اوّل اور تکبیرات مذکور میں ہاتوں کو کانوں کی لو تک اُٹھا کے چھوڑ دینا چاہیئے۔ پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیوے کیونکہ بعد اسکے قرأت ہے اور ہر تکبیر کے بعد تین تسبیح کے مقدار میں یا کچھ کم و زائد بقدر ازدحام خلائق کے توقف کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی پہلی رکعت میں بعد تکبیرات زوائد کے داخل نماز ہو تو اسی وقت تکبیرات ادا کرلے۔ پس اگر اس کی تکبیر ادا کرنے کے آگے ہی امام رکوع میں جاوے تو تکبیرات کے لئے کھڑا نہ رہے بلکہ خود بھی رکوع میں جاکر بغیر اُٹھانے ہاتھ کے تکبیر ادا کرکے رکوع کی تسبیح پڑھے۔ اگر امام ہی تکبیرات بھول کے رکوع میں چلا جائے تو پھر تکبیرات کے لئے قیام میں نہ آئے کسواسطے کہ رجوع کرنے سے نماز فاسد ہوتی ہے بلکہ رکوع ہی میں بغیر اُٹھانے ہاتھ کے تکبیرات ادا کرے کیونکہ رکوع حکم مین قیام کے ہے اور اگر مقتدی رکعت ثانی میں ملے تو بعد سلام امام کے رکعت اولی پڑھ لے لیکن تکبیرات زوائد بعد قرأت ادا کرے نہ قبل اس کے تاکہ ہر دو رکعت کے تکبیرات متوالی نہو دیں (درمختار)۔

مسئلہ

نمازِ عید کے آگے نوافل نہ پڑھیں اور دوگانہ عید میں بدون لفظ واجب کے فقط فلاں عید کی نماز پڑہتا ہوں کرکے نیت کریں کیونکہ اُس کے واجب ہونے میں بیا

فرض عین ہونے میں یا فرض کفایہ ہونے میں یا سنت ہونے میں یا نفل ہونے میں
ائمہ کا اختلاف ہے۔ اور مخالفت راہ میں کرنا یعنے ایک راستہ سے عیدگاہ کو جانا اور
دوسرے راستہ سے گھر کو آنا بھی مستحب ہے (شرح سفر السعادۃ)۔

مسئلہ

عید کی نماز امام کے ساتھ نہ ملے تو اکیلا نہ پڑھے اگرچہ امام کے ساتھ شریک ہوکر
عمداً توڑا بھی ہو ہاں اگر دوسری مسجد میں امام کے ساتھ نماز کا ملنا ممکن ہو تو وہاں جاکے
جماعت کیساتھ ادا کرے (درمختار)۔

مسئلہ

عید الفطر کے روز بارش یا طوفان وغیرہ کے عذر قوی سے زوال کے اندر
امام وجماعت نماز نہ پڑھ سکے ہوں تو دوسرے روز قبل الزوال پڑھنا چاہیئے لیکن
عید قربان کی نماز ایام نحر کے تیسرے روز کے زوال تک بھی عذر پر بلا کراہت اور بغیر
عذر کے کراہت کے ساتھ درست ہے اور اس عید میں نماز پڑھے تک امساک یعنے
بغیر کھائے پیئے رہنا قربانی کرنے والے اور نہ کرنے والے ہر دو کے لئے مسنون ہے،
اور آخر ایام تشریق تک یعنے تیرھویں ۱۳ ذی الحجہ کے عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو جماعت
سے پڑھی جائے ایک بار تکبیر کہنی واجب ہے اور اس سے زیادہ دفعہ کہنی فضیلت
ہے وہ تکبیر یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر
وللہ الحمد۔ درمختار خلاصۃ الاوراد اور حصن الحصین میں لکھا ہے کہ ہر عید کی
صبح کو قبل از نماز عید کلمہ توحید یعنے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو علی کل شیئ قدیر چار سو مرتبہ

پڑھے کہ اس کی فضیلت اور فوائد بہت ہیں۔

فائدہ ساتواں

بیان میں فطرے کے

جو شخص کہ صاحبِ نصاب ہو یعنے چالیس[1] روپے نقد جو حاجت شرعی سے

---

[1] جملہ کتب فقہ احناف میں بصراحت لکھا ہے کہ چاندی کا نصاب ۲۰۰ درہم ہے۔ یعنے ۲۰۰ درہم کے ہموزن چاندی اگر کسی کے پاس ہو اور اوس پر ایک سال گذر جائے تو پانچ درہم برابر (جو اوسکا چالیسواں حصہ ہے) زکوٰۃ لازم آتی ہے۔ اور درہم کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ ۰ء۱۴ قیراط کا ہوتا ہے اور ایک قیراط (۵) جو کا یہ گویا ایک درہم (۷۰) جو کا ہموزن ہے۔ اس لحاظ سے دوسو درہم چودہ ہزار ۱۴۰۰۰ جو کے ہم وزن ہوتے ہیں۔

ان اوزان کو اوزان مروجۂ ہندوستان میں مطابق کرنے کی نسبت حضرت مولنا محمد عبد الحی لکھنوی علیہ الرحمہ نے عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ اور سعایہ میں لکھا ہے کہ (۴) جو کی ایک گھنگچی یا رتی ہوتی ہے اور آٹھ رتی کا ایک ماشہ اور بارہ ماشہ کا ایک تولہ ہوتا ہے۔ اس حساب سے چودہ ہزار جو = ۳۶ تولہ ۵ ماشہ ۴ رتی کے مساوی اور ہم وزن ہوتے ہیں جسکے (۳۹) روپیہ عثمانیہ اور ۸ ماشہ ۴ رتی اور بشمول کسرات (۴۰) روپیہ عثمانیہ ہموزن ہیں۔

کیونکہ ۲۰ مثقال طلا میں شرعاً زکوٰۃ لازم آتی ہے۔ جیسکے (۵ تولہ ۲ ماشہ ۴ رتی) ہوتے ہیں پھر مثلاً کسی شخص کے پاس دیڑھ تولہ سونا موجود ہو تو اوس کی قیمت تو (۴۰) روپیہ سے زائد ہوگی لیکن وہ شخص اصطلاح شرع میں صاحب نصاب نہیں کہلا سکتا ہے۔ ہاں اگر کسی شخص کے پاس کچھ سونا اور کچھ روپے یا چاندی ہو اور سونا یا چاندی کوئی بھی نصاب کو نہیں پہنچتی ہو تو شرعاً یہ حکم ہے کہ سونے کی قیمت لگا کے چاندی کے نصاب کی تکمیل کر دیجائے یا چاندی کی قیمت کر کے سونے کا نصاب مکمل کر دیا جائے۔ بہر حال یہ حکم اوسی وقت ہے جبکہ دونوں جنس یعنی سونا و چاندی موجود ہوں۔ اگر صرف سونا یا چاندی ہے تو اوس کی قیمت کرنے اور اوسکو دوسری نوعیت کا نصاب ٹھہرا دینے کا حکم نہیں ہے ۱۲

زیادہ رکھتا ہو تو اپنی طرف سے اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سے جو صاحبِ نصاب نہیں اور اپنے لونڈی غلام کی طرف سے جنکو خدمت کیلئے رکھا ہو نہ بیوپار کو ایک ایک فطرہ دینا اسپر واجب ہے پس اگر فطرے میں گیہوں یا اسکا آٹا یا ستو یا منقی بے تخم یا با تخم دے تو آدھا صاع شرعی دینا چاہیئے اگر جو یا خرما دے تو ایک صاع شرعی دینا چاہیئے اگر یہ اشیاءِ منصوصہ نہیں تو اکثر علماء کے نزدیک انکی قیمت دینا چاہیئے مگر بعضوں کے نزدیک چانول جوار رانگی۔ باجرا یا دوسری کسی قسم کا اناج جو آپ کھاتے ہوں ایک صاع دیا جائے (کذا فی الشامی)۔

تنبیہ

صاع[1] شرعی کا وزن رواجی دو سو سینتالیس تولے ہے اور نصف صاع کا ایک سو ساڑھے اکیس تولے۔ ہر تولہ ساڑھے[2] بارہ ماشہ ہر ماشہ آٹھ گھنگچی کا ہوتا ہے۔ پس اس حساب سے جس قسم کا اناج کہ فطرے میں دینا چاہتے ہوں وزن کرکے دیں۔

مسئلہ

فطرے کا وقت تمام روز عید کا ہے لیکن نماز سے اوّل دینا افضل اور ویسا ہی قیمت اناج کے فطرے میں دینا بھی افضل ہے۔

---

[1] قولہ صاع شرعی کا وزن رواجی دو سو سینتالیس تولہ ہے۔ اور نصف صاع ایک سو ساڑھے اکیس تولہ حضرت مولٰنا عبد الحی لکھنوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک صاع (۱۰۴۰) درہم کا ہوتا ہے جس کا وزن بحساب مذکور (۱۸۹) تولہ ۷ ماشہ ہے نکہ دو سو سینتالیس تولہ۔ اور نصف صاع کے ۹۴ تولہ ۹ ماشہ ۴ رتی ہوتے ہیں ۱۲

[2] قولہ۔ ہر تولہ ساڑھے بارہ ماشہ۔ ہر ماشہ آٹھ گھنگچی کا ہوتا ہے سانئے آٹھ گھنگچی کا ایک ماشہ تو ہندوستان میں عموماً اور حیدرآباد میں بھی مشہور و مروج ہے لیکن ساڑھے تیرا ماشہ کا ایک تولہ یہاں نہیں ہوتا حضرت مولٰنا محمد عبد الحی لکھنوی علیہ الرحمہ نے ۱۲ ماشہ کا ایک تولہ فرمایا ہے اور حیدرآباد میں بھی یہی وزن مستعمل ہے ۱۲

مسئلہ

فطرہ مسکین کو اور اس شخص کو جو مالک نصاب نہیں ہے دینا چاہیے اور ایک مستحق کو ایک فطرے سے کم دینا درست نہیں۔

مسئلہ

امام شافعی رح کے نزدیک تین روز کے قوت سے کچھ بھی زائد موجود ہو تو اپنی جانب سے اور اپنی اولاد نابالغ اور باندی غلام کی جانب سے فی نفر چہار مد کے حساب سے جو آپ کھاتے ہیں اوس قسم کا اناج فطرے میں دینا واجب ہے گیہوں اور چانول اور راگی وغیرہ میں کچھ فرق نہیں ہے ہر مد رواجی تولوں سے چالیس تولے وزن کا ہوتا ہے پس چہار مد کا ایک سو ساٹھ تولہ اناج ہوا۔

مخفی نرہے کہ فطرہ کا تمامی بیان قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین امام العلماء سید الفضلا انسان کامل عارف واصل ہادی سبل پیشوائے کل مرشدنا واستاذنا مولانا حضرت مولوی حاجی حافظ سید شاہ محی الدین عبد اللطیف صاحب قبلہ قادری ویلوری مدظلہ العالی کے رسالۂ فطرہ سے جو کتب معتبرہ سے استنباط کرکے یہ تحقیق تمام تحریر فرمائے ہیں تیمنا لے کے اسی پر ختم کیا۔

ختم اللہ لنا بالحسنیٰ ہو مولٰنا نعم المولیٰ العزیز العلام وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد ن المحمود فی کل محفلٍ و مقامٍ وعلیٰ اٰلہ الکرام واصحابہ العظام اجمعین الیٰ یوم الدین والحمد للہ رب العالمین۔

تمت بالخیر